قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 23/دسمبر 2022ء | 28/جمادی الاول 1444 ہجری قمری | 23/فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:282

فرمانِ رسولؐ

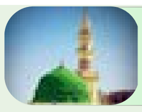

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے جس کا ساتھ بہت بُرا ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کیونکہ یہ اندرونے کو خراب کر دیتی ہے۔

(نسائی کتاب الاستعاذۃ باب الاستعاذہ من الخیانۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

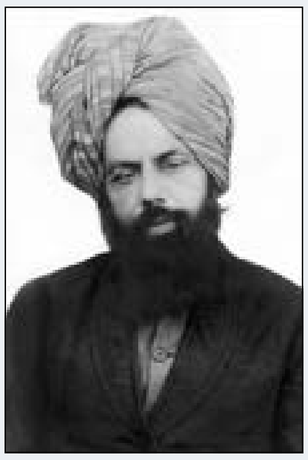

خائن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرسکتا

جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے…ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18-19)

- خدا کے واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل نہیں۔

(ملفوظات جلد 5 حاشیہ صفحہ 91 ایڈیشن 1988ء)

- مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پرواہ نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں، اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے۔ پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سُستی نہیں کرنی چاہئے اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دُور بھاگنا چاہئے۔ کیونکہ یہ امرِ الٰہی کے خلاف ہے جو اس نے اس آیت میں دیا ہے۔ یعنی اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی (النحل:91)

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 607 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

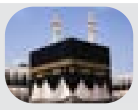

یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ ﴿۲۰﴾

(المومنون:20)

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔

فرمان خلیفۂ وقت

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تمہیں جو تعلیم دی ہے، جو احکامات دئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو حقوق معین کئے ہیں، ان کی ادائیگی میں اگر خیانت کرو گے تو پھر تم آپس میں بھی اپنی امانتوں کو ادا کرنے کے معاملہ میں خیانت سے کام لو گے۔ لوگوں کی امانتوں کو لوٹانے اور ان کے حقوق ادا کرنے کے بارہ میں بھی خیانت کرنے والے بن جاؤ گے، حقوق ادا نہیں کرو گے۔ اس لئے ہر دو قسم کے حقوق یعنی خدا تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے تمہیں صاف ستھرا اور کھرا ہونا ہوگا۔ پھر اس میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی تم پر فرض ہے۔ جب تم نے یہ عہد کرلیا کہ مَیں مسلمان ہوتا ہوں، ایمان لاتا ہوں، تمام حکموں پر جو اللہ تعالیٰ نے ادا کرنے کا حکم دیا ہے ان کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ تو کرنے ہیں اور یاد رکھیں کہ اگر یہ احکامات سچے دل سے بجا نہیں لائیں گے تو معاشرے کے جو حقوق و فرائض ہیں وہ بھی صحیح طرح ادا نہیں ہوں گے اور پھر معاشرے میں ایک دوسرے کا اعتماد بھی حاصل نہیں ہوگا کیونکہ جب تم خیانت کرو گے تو دوسرے بھی خیانت کریں گے اور معاشرے کا امن، چین اور سکون کبھی قائم نہیں ہو سکے گا۔

(خطبہ جمعہ 6/ فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- مسجدیں بنانے کی ریت یہ پرانی ہے (منظوم)
- مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر
- مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک قادیان
- مرکز احمدیت ربوہ کی پہلی مسجد
- مسجد بیت الاحد جاپان
- میانمار میں پہلی مسجد
- جامع سیدنا محمود الکبابیر حیفا
- سری لنکا جماعت کی پہلی مسجد
- فلپائن میں پہلی مسجد
- ملائیشیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد
- مسجد ''طٰہٰ'' سنگاپور

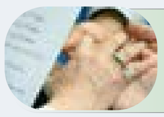

دربارِ خلافت

لڑکوں کو خدام الاحمدیہ سنبھالے۔لڑکیوں کو لجنہ سنبھالے

مؤرخہ 4/ستمبر 2022ء کو نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ اٹلی کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات ہوئی جس میں ایک ممبر لجنہ نے سوال کیا:

سوال:خوش قسمتی سے کچھ لوگ جو پیدائشی احمدی ہیں مگر اس کے باوجود وہ دینی تعلیم کی کمی کا شکار ہیں اور یہ کمی ان کی اولادوں میں منتقل ہو رہی ہے۔تربیتی کوشش کے باوجود مثبت نتائج سامنے نہیں آرہے۔پیارے حضور!ایسے احمدی احباب کے لیے آپ کیا نصیحت فرمائیں گے کہ وہ اپنی نسلوں کو بچائیں اور دین اسلام کے مستقبل کے معماروں کی حفاظت کریں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’ابھی جو سیکرٹری تربیت کو میں نے جو باتیں کہی ہیں اس پر عمل کریں۔ایسی عورتیں ہیں جن کی دینی تربیت کمزور ہے۔ان کی خود تربیت کریں اور ان کی لڑکیاں اور بچے جو ہیں ان کو ذیلی تنظیمیں سنبھالیں۔بچوں کو سنبھالیں۔لڑکوں کو خدام الاحمدیہ سنبھالے۔لڑکیوں کو لجنہ سنبھالے، تربیت کرے۔ان کی اپنے گھروں میں تربیت کریں۔یہ تو ایک مستقل کرنے والا کام ہے۔اس کی اہمیت بتائیں۔تو آہستہ آہستہ کم از کم اگلی نسلیں ٹھیک ہو جائیں گی۔یہ اگر نہیں بھی تو اگلی نسلیں ٹھیک ہوں گی۔لیکن اگر وہ دنیا داری میں پڑ گئے تو پھر ان سے کہیں کہ دنیا داری میں تو تباہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہونا۔آخر میں پھر روؤ گے۔پیار سے، محبت سے، ذاتی تعلق پیدا کر کے، ذاتی رابطے کر کے ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہیے۔پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں۔ذاتی رابطے کرنے کی کوشش کریں۔آپ کی لجنہ کی تھوڑی سی تعداد ہے تو ان کے ساتھ اگر ذاتی رابطے قائم کریں تو بڑے آرام سے ہو سکتے ہیں۔ایسا مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے۔چھوٹی سی جماعت میں تو بہت کام ہو سکتے ہیں۔بڑی جماعتیں ہوں جن کی ہزاروں کی تعداد ہو، وہاں تو مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔آپ کی چھوٹی سی جماعت ہے۔آپ کے ہاں تو تربیت کے جو بھی مسائل اُٹھتے ہیں ان کا فوری حل ہونا چاہیے۔اگر آپ کا آپس میں ایکا ہے، محبت اور پیار ہے۔جو عاملہ ممبرات ہیں یا دوسری پڑھی لکھی اور سمجھدار ہیں۔ان میں (ایکا) پیدا کریں تو آہستہ آہستہ یہ بات باقیوں میں بھی پیدا ہوتی جائے گی۔یہ جو سارے جماعتی کام ہیں، سختی سے نہیں ہو سکتے۔ہمارے پاس فوج تو کوئی نہیں کہ سختی کریں۔پیار اور محبت سے ہی ہونے ہیں۔یہی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بھی فرمایا تھا۔قرآن کریم کا یہی حکم ہے۔پیار اور محبت سے کام لو اور انہیں قریب لاؤ۔تو یہ تمہارے قریب آجائیں گے۔سختی کرو گے تو دور بھاگ جائیں گے۔‘‘

(الفضل آن لائن مؤرخہ 15/ نومبر 2022ء)

مسجدیں بنانے کی ریت یہ پرانی ہے

مسجدیں بنانے کی ریت یہ پرانی ہے
پیارے ابنِ آدم کی لمبی یہ کہانی ہے

آج احمدیت کی مسجدوں میں بہتا ہے
آنکھ کے سمندر سے جو نکلتا پانی ہے

اِس زمیں کے کونوں تک مسجدیں بنائیں گے
ربّ احمدیت کی سچی یہ نشانی ہے

مسجدوں میں جاؤ تم روح کو بھی نہلاؤ
آنسوؤں سے روحوں کو ملتی شادمانی ہے

مسجدیں بناتے ہیں،مشعلیں جلاتے ہیں
نُورِ احمدیت کی ہر طرف روانی ہے

ہم کو اپنے مولا سے عشق ہے، محبت ہے
باقی جو بھی کام ہے دوستو! وہ ثانی ہے

عبدالجلیل عباد۔جرمنی

عبد القدیر قمر

مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر

قسط 2

مسجد نبویؐ

مقام قباء میں چودہ دن قیام فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے۔ آپؐ اونٹنی پر سوار تھے جبکہ باقی لوگ پیدل آپؐ کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپؐ کی اونٹنی اس جگہ آ کر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ وہ جگہ بنونجار کے دو یتیم بچوں سہیل اور سہل کی تھی جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی تو آپؐ نے فرمایا خدا کی منشاء میں یہی ہماری قیام گاہ ہے۔ پھر آپؐ نے ان بچوں کو بلایا اور ان سے زمین خریدنے کا ذکر کیا اور قیمت پوچھی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم یہ زمین ہبہ کرتے ہیں اور اللہ سے اس کا اجر چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں ہم اسے خریدیں گے پھر وہ جگہ خرید لی گئی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کی قیمت ادا کی۔ جو سونے کے دس دینار تھی۔ اس جگہ کچھ قبریں تھیں وہاں سے ہڈیاں نکال کر دوسری جگہ دفن کی گئی اور قبروں اور گڑھوں کو برابر کر دیا گیا اور کچھ کھجور اور غرقد کے درخت تھے انہیں کاٹ دیا گیا۔ پھر اس جگہ مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی۔

وفاء الوفا میں لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ آپ اس کا گھر بنائیں اور اس کی بنیاد مٹی اور پتھر سے اٹھائیں جب آپ نے اسے بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے پتھر لانے کا ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے ایک پتھر پکڑا اور اسے بنیاد میں رکھا۔ پھر آپ کے ارشاد پر حضرت ابو بکرؓ پتھر لائے اور آپؐ کے پتھر کے ساتھ رکھا۔ پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ نے بالترتیب اپنے اپنے پتھر رکھے۔

(وفا الوفقا با خبار دار المصطفی تالیف نور الدین علی بن احمد السھودی دار النفائس الریاض 332-3333)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد صحابہؓ سے مل کر مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ اس کے معمار بھی صحابہؓ تھے اور مزدور بھی۔ آرکیٹیکٹ بھی صحابہ تھے اور نقشہ نویس بھی، دوسرے صحابہ ایک ایک اینٹ لاتے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی برابر صحابہؓ کے ساتھ اس کام میں شریک تھے۔ آپؐ کا بدن مبارک مٹی سے اٹ جاتا۔ مگر کام جاری رہتا۔ صحابہؓ اس وقار عمل کے ساتھ ساتھ حضرت عبد اللہ بن رواحہ انصاریؓ کا یہ شعر پڑھتے۔

هَذَا الحِمَالُ لاَ حِمَالَ خَيْبَرْ
هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَاَ طْهَرْ

یہ بوجھ خیبر کے تجارتی مال کا بوجھ نہیں ہے جو جانوروں پر لاد کر آیا کرتا ہے۔ بلکہ اے ہمارے رب! یہ بوجھ تقویٰ اور طہارت کا بوجھ ہے جو ہم تیری رضا کے لئے اٹھاتے ہیں اور کبھی یہ شعر پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْاَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَهْ
فَارْحَمْ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

اے اللہ! اصل اجر تو صرف آخرت کا اجر ہے پس تو اپنے فضل سے انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما۔

جب صحابہؓ یہ اشعار پڑھتے تو بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہؓ کے ہم آواز ہو کر یہ شعر پڑھتے۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ الی لمدینہ 3906)

مسجد کی عمارت پتھروں کی سلوں اور اینٹوں کی تھی اور مسجد کے اندر سہارے کے لئے کھجور کے ستون تھے اور چھت کھجور کے تنے اور پتوں کی تھی۔ جب تک منبر تعمیر نہیں ہوا تھا حضورؐ انہیں تنوں میں سے کسی ایک ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور صحابہؓ کو خطاب فرماتے۔ مسجد کا فرش کچا تھا۔ جب بارش ہوتی تو چھت کے ٹپکنے سے کیچڑ ہو جاتا تھا۔ مسجد کی بلندی 10 فٹ اور طول ایک سو پانچ فٹ اور عرض نوے فٹ کے قریب تھا۔ بعد میں توسیع کر دی گئی تھی۔

مسجد کے ایک گوشے میں ایک چبوترہ بنا دیا گیا تھا جو اصحاب صفہ کے لئے تھا۔ یعنی ان غریب صحابہؓ کے لئے جن کے گھر نہ تھے۔ وہ یہیں رہتے تھے۔

اس زمانہ میں کوئی پبلک عمارت ایسی نہ تھی جہاں قومی امور سرانجام دیئے جاتے اس لئے ایوان حکومت کا کام یہی عمارت دیتی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہیں مجالس لگاتے۔ یہیں مجالس شوریٰ کا انعقاد ہوتا۔ مقدمات کا فیصلہ بھی یہیں ہوتا اور ضرورت کے مطابق جنگی قیدیوں کو بھی یہیں ٹھہرایا جاتا اور بعض قاتلوں کو مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ ہی باندھا جاتا تھا۔

مسجد نبوی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجرے بھی تعمیر کئے گئے۔ جب تک تعمیر ہو رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں رہائش رکھی۔ حجرات کی تکمیل ہونے کے بعد آپؐ وہاں منتقل ہو گئے۔ بعد ازاں جب آپؐ کی ازواج مطہرات وفات پا گئیں تو ان حجرات کو مسجد نبوی کا حصہ بنا دیا گیا۔

سر ولیم میور اس مسجد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

’’گو یہ مسجد سامان تعمیر کے لحاظ سے نہایت معمولی اور سادہ تھی۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مسجد اسلامی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔ رسول خدا اور ان کے اصحاب اسی مسجد میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ گزارتے تھے۔ یہیں اسلامی نماز کا باقاعدہ باجماعت صورت میں آغاز ہوا۔ یہیں تمام مسلمان جمعہ کے دن خدا کی تازہ وحی کو سننے کے لئے مؤدبانہ اور مرعوب حالت میں جمع ہوتے تھے۔ یہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فتوحات کی تجاویز پختہ کیا کرتے تھے۔ یہی وہ ایوان تھا جہاں مفتوح اور تائب قبائل کے وفود ان کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ یہی وہ دربار تھا جہاں سے وہ شاہی احکام جاری کئے جاتے تھے۔ جو عرب کے دور دراز کونوں تک باغیوں کو خوف سے لرزا دیتے تھے اور بالآخر اسی مسجد کے پاس اپنی بیوی عائشہؓ کے حجرے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان دی اور اسی جگہ اپنے دو خلیفوں کے پہلو بہ پہلو دفن ہیں۔

(لائف آف محمدؐ مصنفہ سر ولیم میور)

منبر رسولؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ منبر بننے سے پہلے کھجور کے تنے کا سہارا دوران خطبہ لے لیا کرتے تھے۔ لیکن جب عمر مبارک زیادہ ہوگئی اور جسم بھی بھاری ہوگیا اور آپ تھکان محسوس کرنے لگے تو منبر بنانے کی تجویز ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی۔ جسد اطہر ضعف محسوس کرنے لگا تو حضرت تمیم داریؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر آپؐ ارشاد فرمائیں تو میں

آپؐ کے لئے منبر تیار کروا دوں۔ جس سے آپ استراحت محسوس فرمائیں! آپؐ نے فرمایا ہاں (بنوا دو) چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے دو زینوں کا منبر تیار کروا دیا۔

(ابو داؤد کتاب الجمعہ اتخاذ المنبر)

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد پر چھت ڈالے جانے سے پہلے کھجور کے خشک تنے کے پاس نماز ادا فرماتے اور اسی تنے کے پاس خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ آپؐ کے صحابہؓ میں ایک صحابی نے عرض کیا۔ کیا ہم آپؐ کے لئے ایک ایسی چیز بنوا دیں جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ جمعہ دیں تا کہ لوگ آپؐ کا دیدار بھی کر سکیں اور خطبہ بھی آسانی سے سن سکیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے چنانچہ انہوں نے آپؐ کے لئے تین زینوں والا منبر تیار کروایا۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی ابدء شان المنبر)

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ منبر کس درخت کی لکڑی کا ہے اور بخدا پہلے ہی دن جب اسے رکھا گیا اور مجھے اس دن کا بھی علم ہے جبکہ پہلی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جلوہ افروز ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت کو بلوایا اور فرمایا کہ تم اپنی بڑھئی غلام سے کہو کہ میرے لئے لکڑی کا منبر بنا دے کہ میں اس پر بیٹھ کر لوگوں سے خطاب کروں۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے غلام کو منبر بنانے کا حکم دیا۔ وہ غابہ سے جھاؤ کے درخت کی لکڑی لایا اور اس سے منبر تیار کر کے لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر وہ منبر وہاں رکھ دیا گیا جہاں آج بھی موجود ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الخطبۃ علی المنبر)

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر آ گیا اور حضورؐ نے اس سے ٹیک لگائی تو وہ تنا دس ماہ کی گابھن اونٹنی کی طرح آواز نکالنے لگا یہاں تک کہ حضورؐ منبر سے اتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست شفقت اس پر پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔

(بخاری کتاب الجمعہ 918)

بخاری کتاب المناقب میں ہے وہ تنا بچے کی طرح رونے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر اس کے پاس گئے۔ اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ تو وہ تنا بچے کی طرح سسکیاں بھرتا ہوا خاموش ہو گیا۔

(بخاری کتاب المناقب حدیث 3584)

7ھ میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اہل خیبر پر فتح عطا فرمائی اور آپ غنائم اور مال ومنال کے ساتھ واپس مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ فرمایا۔ کیونکہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد میں نمازیوں کی گنجائش کم تھی اور کھجور کے ستون اور چھت بھی بوسیدہ ہو چکی تھی اس لئے تجدید ناگزیر تھی۔ مسجد نبوی سے متصل ایک انصاری شخص کا مکان تھا آپ نے اسے ترغیب دلائی کہ وہ مسجد کے لئے دے دے فرمایا اگر تم اپنا مکان مسجد کے لئے دو گے تو اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں محل عطا

فرمائے گا۔لیکن وہ باوجود ایسا نہ کر سکا۔ پھر حضورؐ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص اس آدمی سے جگہ خرید کر مسجد کے لئے دے دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ جب یہ آواز حضرت عثمانؓ نے سنی فوراً وہ جگہ خرید کر مسجد کے نام کر دی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔تمہیں اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔سنن ترمذی میں ہے کہ نمازیوں کے لئے مسجد میں جگہ کی کمی کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی فلاں خاندان کا قطعہ اراضی خرید کر مسجد کو کشادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں اس سے بہتر گھر عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اسے اپنے ذاتی مال میں سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عثمانؓ 3712)

اس کے بعد سے آج تک ضرورت کے مطابق توسیع ہوتی چلی جا رہی ہے۔ مگر جو بھی جگہ حاصل کی گئی بلاجبرو اکراہ اور بغیر حقوق العباد کی پامالی کے، سیدنا حضرت ابو بکرؓ کے دور میں بھی۔ سیدنا حضرت عمرؓ کے دور میں بھی۔ بعد ازاں حضرت عثمانؓ نے مسجد میں عظیم الشان اضافہ کیا۔ دیواریں منقش پتھروں اور چُونے سے بنوائیں۔ستون منقش پتھروں کے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی۔ جب حضرت عمرؓ مسجد کو وسیع کرنے لگے تو چونکہ حضرت عباسؓ کا مکان مسجد سے متصل تھا اس لئے آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ میں امہات المؤمنین کے مکانات کو منہدم کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ البتہ آپ کے مکان کے بارہ میں تین تجاویز ہیں جو چاہیں قبول کر لیں۔

1. مکان میرے ہاتھ فروخت کر دیں منہ مانگی قیمت دی جائے گی۔
2. مکان کے عوض مدینہ میں جو جگہ پسند کریں وہ آپ کو دے دی جائے گی۔
3. اپنا مکان مسلمانوں کے لئے وقف کر دیں۔

حضرت عباسؓ نے حضرت امیر المومنین کی خواہش کو مقدم جانا اور برضاء رغبت اپنا مکان مسجد کی توسیع کے لئے دے دیا۔اس کے علاوہ حضرت عمرؓ نے حضرت جعفرؓ کے مکان کا نصف بھی خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔ 88ھ/706ء میں خلیفہ ولید بن عبد الملک نے مدینہ کے امیر عمر بن عبدالعزیز کو مسجد کی توسیع کا حکم دیا۔ چنانچہ اس دور میں مسجد کے ساتھ تمام ازواج مطہرات کے حجرات اور دیگر مکان مسجد کا حصہ بنا دیئے گئے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسجد کی بنیادیں پتھروں کی بنوائیں۔ دیواریں تراشیدہ

منقش پتھروں کی چونے سے کھڑی کیں ستون پتھر کے بنوائے۔جن میں لوہا اور سیسہ بھرا ہوا تھا۔ دیواروں پر جواہرات اور سنگ مرمر کے ٹکڑوں سے جاذب نظر اور دلربا مینا کاری کرائی۔چھت ساگوان کی بنوا کر سونے سے نقش و نگار کروایا۔ ولید بن عبد الملک کی تعمیر سے پہلے مسجد کے مینار بنانے کا طریقہ رائج نہیں تھا۔حضرت عمر بن عبد العزیز کے وقت میں مسجد کے چاروں کونوں میں مینار بنائے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آج تک مختلف ادوار میں مسجد نبوی توسیع ہوتی رہی ہے۔ مدینہ منورہ میں مسلم آبادی میں اضافے کے باوجود مختلف جہتوں سے اس کی توسیع کے دوران اس کی حقیقی بنیاد کو محفوظ رکھنے کے لئے اس مسجد کے رقبے کا لحاظ رکھا گیا ہے۔سعودی عرب میں 1950ء میں شاہ عبدالعزیز نے اسی مسجد کو وسعت دی تھی۔ 1973ء میں شاہ فیصل کے دور میں توسیع ہوئی۔

2012ء میں شاہ عبداللہ نے مسجد کو وسعت دینے کا منصوبہ شروع کیا اور اب شاہ عبداللہ کے بعد شاہ سلیمان نے توسیعی منصوبہ و دیگر کام دوبارہ کرنے پر زور دیا ہے۔ تاکہ حرمین شریفین کو بہتر سے بہتر بنایا جا سکے۔ توقع ہے کہ توسیعی منصوبہ کے بعد 10 لاکھ سے زائد عبادت گزاروں کے لئے جگہ میسر ہو گی۔

(یہ معلومات بی بی سی اردو نے پہلی مرتبہ 11 نومبر 2019ء میں شائع کیں وہاں سے استفادہ کیا گیا ہے۔)

مسجد نبوی کے فضائل

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔مسجد حرام کے علاوہ باقی ہر مسجد میں نماز پڑنے کی نسبت میری مسجد میں نماز ادا کرنا ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

(بخاری کتاب افضل الصلوۃ باب فضل الصلوۃ مکۃ والمدینہ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھر میں نماز پڑھنے والے کو ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور محلہ اور قبیلہ کی نماز پڑھنے والے کو پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے والے کو پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے والے کو پچاس ہزار نمازوں کا اجر ملتا ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنے کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد حرام میں نماز ادا کرنے والے کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ ماجاء فی الصلوۃ فی المسجد الجامع)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ، میں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں۔ وَاِنِّیْ مَسْجِدُہٗ آخِرُ الْمَسَاجِدِ اور میری مسجد مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

(مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوۃ مسجدی مکۃ والمدینہ)

اور سنن نسائی کتاب المساجد میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں بھی الفاظ ہیں۔

فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ، وَاِنَّہٗ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز ادا کرنا کسی بھی دوسری مسجد کی نسبت ہزار گنا بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی مسجد آخر المساجد ہے۔

(سنن نسائی کتاب المساجد باب فضل مسجد النبیؐ والصلوۃ فیہ)

کنزالعمال میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی نسبت ہزار درجہ فضیلت رکھتی ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری مسجد میں ایک جمعہ دوسری مساجد کے ہزار جمعہ سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری اس مسجد میں ایک رمضان دوسری مساجد میں ایک ہزار رمضان سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔

(کنزالعمال جلد 12 صفحہ 236)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی کسی بھی مسجد کے مقابلہ میں مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا ہزار گنا بلکہ پچاس ہزار گنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم المرتب اور مقدس مسجد کو یہ عظمت اور رفعت کا منفرد مقام حاصل ہے کہ آپؐ کے گھر اور آپؐ کے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید المازنی، حضرت عبداللہ بن زید انصاری اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَابَیْنَ بَیْتِی وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ

کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(مسلم کتاب الحج باب فضل مابین قبرہ ومنبرہ)

نجران کے عیسائی وفد کی آمد اور مسجد نبوی میں عبادت

نجران سے ساٹھ افراد پر مشتمل نصاریٰ کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آیا اُن میں اُن کے چودہ بڑے بڑے علماء بھی تھے جن کی قدرو منزلت اور احترام روم کے بادشاہ بھی کرتے تھے انہوں نے ان نجرانیوں کے لئے بہت سارے گرجے تعمیر کروائے تھے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (مسجد نبویؐ) میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے گفتگو فرمائی۔توحید تثلیث وغیرہ کے مسائل زیر بحث آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کی خدائی کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت ’الحیئ‘‘ کو پیش فرمایا۔

آپ نے فرمایا الم اللہ لا الہ الا ھو۔لیس معہ غیرہ شریك فی امرہ کوئی دوسرا اس کے معاملات میں شریک نہیں ہے۔’’الحی القیوم‘‘ الحی الذی لا یموت وقد مات عیسیٰ وصلیب فی قولھم۔اللہ’’الحی‘‘ زندہ ہے نہیں مرتا اور عیسیٰ تو مر چکے اور ان کے قول کے مطابق صلیب دیئے گئے۔

(ابن ہشام جلد 2 صفحہ 225)

اور علامہ ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النشیا پوری لکھتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عیسائیوں کو فرمایا۔ الستم تعلمون ان ربنا حیی لا یموت وان عیسیٰ اتی علیہ الفناء۔

کیا تمہارے علم میں نہیں، تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے مرتا نہیں اور عیسیٰ پر فنا آ چکی ہے انہوں نے کہا ہمیں یہ بات تسلیم ہے۔

حیرت انگیز بات ہے کہ اسی دوران جب ان کی نماز کا وقت آیا تو اٹھ کر جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسیحی وفد کو اپنی مسجد جسے’’آخر المساجد‘‘(مسلم) کا لقب دیا گیا ہے میں نے نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی اور انہوں نے اس مسجد یعنی مسجد نبوی میں نماز ادا کی۔

ثمامہ بن اثال بنو حنیفہ کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا جس کے ہاتھ بہت سے مسلمانوں کے خون سے رنگین تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو نجد کی طرف روانہ کیا تو یہ ان کے ہاتھ آ گیا۔ اسے مدینہ لایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا سناؤ کیا حال ہے؟ اور تیرے پاس اپنے جرائم کا کیا جواب ہے؟ اس نے کہا ٹھیک ہوں اگر آپ مجھے قتل کر دیں ایک خونی اور قاتل کو قتل کریں گے اور اگر آپ احسان فرما کر چھوڑ دیں تو ایک شکر گزار اور قدر

بقیہ صفحہ 9 پر

نیاز احمد نائیک۔ قادیان

مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک قادیان

مسجد اقصیٰ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے والد صاحب نے سال (1875ء) میں مسجد اقصیٰ جیسی عظیم الشان جامع مسجد کی بنیاد رکھ دی۔عمر بھر کی ناکامیوں کی وجہ سے چونکہ آپ کے والد ماجد کو مسلسل اور پیہم صدمات سے دو چار ہونا پڑا تھا اور دل زخم رسیدہ ہو چکا تھا۔اس لئے زندگی کے آخری دنوں میں انہوں نے مافات کی تلافی کے لئے قادیان میں ایک جامع مسجد تعمیر کرنے کا قطعی فیصلہ کرلیا۔اس سے پہلے انہوں نے اس مسجد کے حصول کی از حد کوشش کی جسے رام گڑھیہ سکھوں نے بالجبر قبضہ کر کے دھرم سالہ بنا دیا تھا۔لیکن جب خود مقامی مسلمانوں کی مخالفانہ شہادتوں نے اس کی بازیافتگی کا رستہ مسدود کر دیا تو آپ نے اس کے نزدیک ہی قصبہ کے وسط میں ایک اور جگہ منتخب کی جو اس وقت سکھ کارداروں کی حویلی تھی۔لیکن اس حویلی کی نیلامی کا مرحلہ آیا تو اہل قریہ نے ایک بار پھر آپ کو زمین سے محروم کرنے کی کوشش کی اور مقابل پر قیمت میں ڈٹ کر مقابلہ کیا۔لیکن آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ پختہ عہد کر رکھا تھا کہ اگر باقی جائیداد بھی فروخت کرنا پڑے تو میں یہ زمین لے کر مسجد ضرور بناؤں گا۔اس لئے آپ نے مالیات کے سبھی پہلو نظرانداز کر کے چند روپوں کی مالیت کا قطعہ 700 روپے کی قیمت میں خرید لیا اور اخلاص و ندامت بھرے دل کے ساتھ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

یہ جامع مسجد جو اب مسجد اقصیٰ سے موسوم ہے تخمیناً 1875ء کے آخری دنوں سے تعمیر ہونی شروع ہوئی اور جون 1876ء کو پایۂ تکمیل تک پہنچی اور اس کے پہلے خادم اور امام میاں جان محمد صاحب مرحوم مقرر ہوئے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 125-126)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’ایک مرتبہ حضرت والد صاحب نے یہ خواب بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بڑی شان کے ساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے تو میں اُس وقت آپ کی طرف پیشوائی کے لئے دوڑا جب قریب پہنچا تو میں نے سوچا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہئے۔یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں صرف ایک روپیہ تھا اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہے۔یہ دیکھ کر میں چشم پُرآب ہوگیا اور پھر آنکھ کھل گئی۔‘‘ اور پھر آپ ہی تعبیر فرمانے لگے کہ دنیاداری کے ساتھ خدا اور رسول کی محبت ایک کھوٹے روپیہ کی طرح ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح میرے والد صاحب کا بھی آخر حصہ زندگی کا مصیبت اور غم اور حزن میں ہی گذرا اور جہاں ہاتھ ڈالا آخر ناکامی تھی اور اپنے والد صاحب یعنی میرے پردادا صاحب کا ایک شعر بھی سنایا کرتے تھے جس کا ایک مصرعہ راقم کو بھول گیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ

’’جب تدبیر کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے۔‘‘

اور یہ غم اور درد ان کا پیرانہ سالی میں بہت بڑھ گیا تھا۔اسی خیال سے قریباً چھ ماہ پہلے حضرت والد صاحب نے اس قصبہ کے وسط میں ایک مسجد تعمیر کی کہ جو اس جگہ کی جامع مسجد ہے اور وصیت کی کہ مسجد کے ایک گوشہ میں میری قبر ہو تا خدائے عزّوجلّ کا نام میرے کان میں پڑتا رہے کیا عجب کہ یہی ذریعہ مغفرت ہو۔چنانچہ جس دن مسجد کی عمارت بہمہ وجوہ مکمل ہوگئی اور شاید فرش کی چند اینٹیں باقی تھیں کہ حضرت والد صاحب صرف چند روز بیمار رہ کر مرض پیچش سے فوت ہوگئے اور اس مسجد کے اسی گوشہ میں جہاں انہوں نے کھڑے ہو کر نشان کیا تھا دفن کئے گئے۔

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 190-191 حاشیہ)

مسجد اقصیٰ کی پہلی مرتبہ توسیع 1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوئی۔(ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ 15) 13/ مارچ 1903ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسجد کے صحن کے مشرقی و شمالی کونے میں منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی۔(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 117) خلافت اولیٰ 1910ء کی پہلی سہ ماہی میں مسجد اقصیٰ کی دوسری مرتبہ توسیع ہوئی اور ایک بڑا کمرہ اور لمبا برآمدہ تیار ہوگیا۔(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 314) چونکہ قادیان کی آبادی ہر سال تیزی سے بڑھ رہی تھی۔اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مسجد اقصیٰ کی توسیع کی ہدایت فرمائی اور 12/ اپریل 1938ء کو دس بجے صبح جنوبی جانب کے نئے حصہ کی بنیاد رکھی۔

اس تقریب کی خبر اخبار الفضل نے مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کی:

’’حضور سوا نو بجے ہی تشریف لے آئے اور توسیع مسجد کا نقشہ ملاحظہ فرمانے کے بعد دیر تک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے گفتگو فرماتے رہے۔حضرت میر محمد اسحٰق صاحب۔جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بھی ہمراہ تھے۔مقامی احباب کثیر تعداد میں اس مبارک تقریب پر جمع تھے۔دس بجے کے قریب حضور نے مغربی کونہ میں خشت بنیاد رکھی۔بنیاد کے لئے چند چھوٹی اینٹیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک کی تھیں مسجد اقصیٰ کی چھت کی ایک برجی سے ... لائی گئی تھیں بنیاد رکھنے کے وقت حضور کے ارشاد سے حافظ محمد رمضان صاحب نے بآواز بلند قرآن کریم کی وہ دعائیں بار بار دہرائیں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے وقت اللہ تعالیٰ سے کیں۔اس کے بعد حضور نے مجمع سمیت لمبی دعا فرمائی۔

(روزنامہ الفضل قادیان 14/ اپریل 1938ء صفحہ 2)

اس جگہ خاکسار مسجد اقصیٰ کے تعلق سے ایک اہم واقعہ بیان کردینا مناسب خیال کرتا ہے جو کہ ’’خطبہ الہامیہ‘‘ کے بارہ میں ہے۔یہ خطبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کے سب سے قدیمی حصہ کے درمیانی در میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا چنانچہ اس بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہم اس وقت بچے تھے صرف سات آٹھ سال کی عمر تھی لیکن مجھے بھی وہ نظارہ یاد ہے حضرت صاحب بڑی مسجد کے درمیانی در کے پاس صحن کی طرف منہ کئے ہوئے تھے اور اس وقت آپ کے چہرے پر ایک خاص رونق اور چمک تھی اور آپ کی آواز میں ایک خاص رعب تھا اور آپ کی آنکھیں قریباً بند تھیں۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 164)

پہلی بار لاؤڈ اسپیکر کا انتظام: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نمازیوں کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر 3/ دسمبر 1937ء کو مسجد اقصیٰ میں لاؤڈ اسپیکر لگانے کی تاکید فرمائی جس پر صوبہ سرحد کے خان صاحب فقیر محمد خان صاحب نے اپنے آقا کے منشاء مبارک کو اپنے خرچ سے پورا کر دیا اور حضورؓ نے پہلی بار 7/ جنوری 1938ء کو اس آلہ کے ذریعہ خطبہ جمعہ

ارشاد فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 539)

مسجد اقصیٰ کی چوتھی مرتبہ توسیع: صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر سال 2008ء میں کی گئی، اور مسجد کے مشرقی جانب دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی پرانی عمارت کو منہدم کر کے مسجد سے ملحق تین منزلہ خوبصورت عمارت تعمیر کی گئی۔جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد اقصیٰ کی توسیع انتہائی ضروری ہوگئی تھی۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر مورخہ 7/ جون 2008ء کو اس جگہ تین منزلہ عمارت کی بنیاد محترم فاتح احمد صاحب ڈاہری انچارج انڈیا ڈیسک لندن نے رکھی۔(بدر 21/ اگست 2008ء) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں یہاں ایک غیر مسلم نے بلند وبالا عمارت تعمیر کرنی شروع کی تو احباب جماعت نے مسجد اور دارالمسیح کے قرب کی وجہ سے اپنی فکر و تشویش کا اظہار کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر فرمایا کہ:

’’یہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔شاہی کیمپ کے پاس کوئی شخص نہیں ٹھہر سکتا۔‘‘

(الفضل 3/ مئی 1932ء صفحہ 5)

تعمیر کے بعد ہی مالک مکان پر پے در پے مصیبتیں آنے لگیں۔اس نے عمارت کو منحوس خیال کرتے ہوئے اسے صدر انجمن احمدیہ کو فروخت کر دیا۔25/ اپریل 1932ء کو اس میں صدر انجمن کے دفاتر منتقل ہوگئے۔(الفضل 28/ اپریل 1932ء صفحہ 2) 2008ء میں یہ عمارت انتہائی خستہ ہو چکی تھی۔دوسری طرف مسجد اقصیٰ کی توسیع بھی ضروری تھی۔لہٰذا اسے منہدم کر کے مسجد کی توسیع ہوئی اور ایک دفعہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی کہ شاہی کیمپ کے پاس کوئی شخص نہیں ٹھہر سکتا۔الحمد للہ علیٰ ذالک اس کی توسیع کا کام سال 2011ء میں مکمل ہوا۔اس جگہ اب دو منزلہ وسیع عمارت بنائی گئی ہے جو مسجد کا حصہ ہے اور اس میں بزرگوں اور معذروں کی آسانی کے لئے لِفٹ (Lift) کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے موقع پر قادیان میں جدید تعمیرات

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے قادیان میں مسجد اقصیٰ کی توسیع ہوئی۔اس توسیع کا سنگ بنیاد مؤرخہ 7/ جون 2008ء کو محترم فاتح احمد ڈاہری صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ نے اپنے دورہ قادیان کے دوران رکھا۔اس موقعہ پر محترم حافظ صالح محمد اللہ دین صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان، محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان اور صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں کے ناظر صاحبان، نائب ناظر صاحبان، وکلاء تحریک جدید، ناظمین وقف جدید اور ذیلی تنظیموں کے صدر صاحبان اور موقعہ پر موجود درویشان قادیان اور لندن و ربوہ سے آنے والے انجینئر صاحبان نے بنیاد میں اینٹیں رکھیں۔جس کے بعد محترم فاتح احمد صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ نے دعا کروائی۔یہ کام مکرم اطہر الحق صاحب ایڈیشنل ناظم تعمیرات

قادیان کی زیر نگرانی ہوا۔ جس میں لندن اور ربوہ سے آنے والے انجینئر صاحبان بھی خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔

مسجد اقصیٰ کے سامنے والے دفاتر کی عمارت اور نمائش ہال کو منہدم کر کے تین منزلہ مسجد تعمیر کی گئی۔ مسجد کی تعمیر کا کام اگست 2008ء میں شروع کر کے اکتوبر 2010ء میں ختم کیا گیا۔ مسجد کے ہر فلور کا ایریا 7200 سکوائر فٹ ہے اور اس قدر وسیع ہال بغیر Beam اور Piller کے نئی تکنیک کے ذریعے تعمیر کئے گئے ہیں۔ مسجد میں جانے کے لئے درمیان میں ایک سیڑھی تعمیر کی گئی ہے۔ اسی طرح شمالی جانب کونے میں ایک سیڑھی تعمیر کی گئی۔

(ماخذ از ریکارڈ شعبہ تاریخ)

رینوویشن بیسمنٹ مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ کی توسیع کے ساتھ ہی پُرانی بیسمنٹ کی توسیع اس طرح عمل میں آئی کہ اس کی تمام درمیانی دیواروں کو نکال کر کھلے ہال کی شکل دے دی گئی اور ایک حصہ کی چھت پر R.C.C کی سلیب ڈالی گئی اور زائد کھڑکیوں اور روشن دانوں کے ذریعے اس بیسمنٹ کو روشن اور ہوادار بنایا گیا ہے۔ اس کا کل ایریا 5800 sqft ہے۔ دسمبر 2010ء میں بیسمنٹ کی توسیع کا کام مکمل ہوگیا اور اب جلسہ سالانہ قادیان کے ایام میں اس مسجد اقصیٰ کی توسیع والی تینوں منزلوں کے ساتھ بیسمنٹ بھی استعمال میں آرہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

سال 2011ء میں مسجد اقصیٰ کے پُرانے حصہ میں بعض جگہ دراریں آنے کی وجہ سے۔ سال 2011ء - 2012ء میں پُرانے حصہ کی بنیادوں کو مضبوط کرنے (Retro fitting) کا کام ہوا۔ اس کے معاً بعد سال 2012ء میں مسجد کی دیواروں سے پرانے پلستر کو اتار کر نئے سرے سے پلستر اور رنگ وروغن کروایا گیا۔ اس کے علاوہ مسجد کے پرانے حصہ کا فرش بھی تبدیل کیا گیا۔ مسجد کے ستونوں کے ساتھ المونیم اور شیشے کے دروازے لگائے گئے۔ پہلے یہ دروازے نہیں ہوا کرتے تھے۔ سال 2013ء میں مسجد اقصیٰ کے شمال سے ایک راستہ باہر بازار کی جانب نکالا گیا۔

(ماخذ از ریکارڈ شعبہ تاریخ)

مسجد اقصیٰ کی تزئین وآرائش: 23/ مئی 2015ء کو مسجد اقصیٰ قدیمی حصہ کے تزئین و آرائش کا کام شروع ہوا۔ مسجد کے مغربی حصہ یعنی قدیم مسجد اقصیٰ کے ساتھ ملحق برآمدہ اور مسجد اقصیٰ کی چھت جو کہ لکڑی کے بالوں اور لوہے کے ٹی۔آر (T.R) گارڈر سے بنی تھی تبدیل کر کے پختہ سیمنٹ (جو کہ انجینئر کی زبان میں آر۔سی۔سی کہلاتا ہے) کی چھت بنائی گئی اور چھت ڈالنے کا کام 3/ اگست 2015ء کو مکمل ہوگیا۔

مسجد اقصیٰ کے برآمدہ میں باہر کی جانب مسجد کے ستونوں کے ساتھ المونیم اور شیشے کے دروازے 2012ء میں لگائے گئے تھے ان دروازوں کو نکال دیا گیا ہے ان کی جگہ اب ساگوان کی عمدہ لکڑی جو کہ جنوب ہند (کیرلہ) سے خاص طور پر منگوائی گئی ہے اس سے دروازے تیار کر کے لگائے جا رہے ہیں۔

اسی طرح مسجد اقصیٰ کے قدیمی حصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب کے وقت میں خوبصورت گنبد بنائے گئے تھے مسجد کی خوبصورتی اور یکسانیت کے پیش نظر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مسجد کے جنوبی حصہ میں بالکل ویسے ہی گنبد بنایا گیا جو ماہ نومبر 2015ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

مسجد اقصیٰ میں منارۃ المسیح کے ساتھ شمالی جانب ملحق دیوار پرانی اور بوسیدہ ہونے کی وجہ سے 9/ فروری 2016ء کو گرائی گئی اور اس دیوار کو بنیاد تک اکھیڑ کر اس کی جگہ آر۔سی۔سی (R.C.C) کی دیوار تعمیر کی گئی ہے۔

1938ء میں قدیمی حصہ میں بنی سیڑھیاں جو کہ مسجد کے برآمدہ میں بنی چھت تک جاتی تھی اس کی تزئین و آرائش کے لئے وہ ختم کر دی گئی ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے شمالی اور جنوبی گنبدوں کے درمیان ایک خوبصورت اور بلند داخلی گیٹ مسجد کے برآمدہ کے بیرونی جانب تیار کیا گیا ہے۔

منارۃ المسیح: مسجد اقصیٰ کو یہ فخر اور اعزاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ۔ یعنی مسیح موعود دمشق کے شرقی جانب سفید منارہ کے پاس نازل ہوگا"۔ (کنزالعمال جلد7 صفحہ22) کے مطابق اس مسجد کے صحن کو منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے منتخب فرمایا۔ مؤرخہ 13/ مارچ 1903ء بروز جمعہ اس مسجد کے صحن میں منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ (بحوالہ قادیان گائیڈ صفحہ 34) بعض وجوہات کی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں اس کی تکمیل نہ ہوسکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے عہد خلافت کے پہلے ہی سال مؤرخہ 27/ نومبر 1914ء کو منارۃ المسیح کی نامکمل عمارت پر اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر اس کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کروادیا۔ 16/ فروری 1915ء کو یہ عنقریب مکمل ہوگئی۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 161) 1916ء کو منارۃ المسیح مکمل تیار ہوگیا یہ خوشنما اور دلکش منارہ 105 فٹ اونچا ہے۔ اس کی تین منزلیں اور اوپر گنبد اور 92 سیڑھیاں ہیں۔ 18/ جون 1916ء کو پہلی بار منارۃ المسیح پر سفیدی کی گئی۔

(الفضل قادیان دارالامان 18/ جون 1916ء صفحہ 1)

فروری 1923ء میں اس پر گیس کے ہنڈے نصب ہوئے۔ 1929ء کو منارۃ المسیح پر گھڑیاں لگانے کے لئے ویسٹ اینڈ واچ کمپنی سے خط وکتابت کی گئی اور 1930ء میں لیمپ لگائے گئے اور 1931ء میں ٹاور کلاک آیا اور اکتوبر 1935ء میں منارۃ المسیح پر بجلی کے لئے وائرنگ کی منظوری دی گئی۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 161) سن 1981ء - 1982ء میں منارۃ المسیح پر سنگ مرمر لگانے کا کام ہوا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 161)

اور سال 2012ء میں سنگ مرمر کی خراب پلیٹوں کی مرمت اور پالش کی گئی۔ سال 2014ء کے آخر میں منارۃ المسیح کے بجلی کے پرانے قمقمے تبدیل کئے گئے اور اس پر لائٹنگ کی گئی۔ جو دور سے نہایت دلکش منظر پیش کرتی ہے۔

(ماخذ از ریکارڈ شعبہ تاریخ)

مسجد مبارک

مسجد مبارک کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خطبہ الہامیہ میں ذکر فرماتے ہیں کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۲﴾

(بنی اسرائیل: 2)

قرآن شریف کی یہ آیت ...... معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت ﷺ کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کی رُو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام ہے مُبَارَکٌ وَّ مُبَارِکٌ وَّکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن شریف کی آیت بَارَکْنَا حَوْلَہٗ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی

الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ اس آیت کے ایک تو وہی معنے ہیں جو علماء میں مشہور ہیں یعنی یہ کہ آنحضرت ﷺ کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے مگر کچھ شک نہیں کہ اس کے سوا آنحضرت ﷺ کا ایک زمانی معراج بھی تھا جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپ کی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو اور نیز ثابت ہو کہ مسیحی زمانہ کے برکات بھی درحقیقت آپ ہی کے برکات ہیں جو آپ کی توجہ اور ہمت سے پیدا ہوئی ہیں اسی وجہ سے مسیح ایک طور سے آپ ہی کا رُوپ ہے اور وہ معراج یعنی بلوغ نظر کشفی دنیا کی انتہا تک تھا جو مسیح کے زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس معراج میں جو آنحضرت ﷺ مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سیر فرما ہوئے وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے۔ یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعود کے حکم سے بنائی گئی ہے اور روحانی طور پر مسیح موعود کے برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے بطور موہبت ہیں اور جیسا کہ مسجد الحرام کی روحانیت حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے کمالات ہیں اور بیت المقدس کی روحانیت انبیاء بنی اسرائیل کے کمالات ہیں ایسا ہی مسیح موعود کی یہ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کے روحانی کمالات کی تصویر ہے۔"

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 21-22)

مسجد مبارک کی بنیاد (حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ کی عین شہادت کے مطابق) 1882ء میں اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب کی تحقیق کے مطابق 1883ء میں رکھی گئی تھی۔ حضرت اقدس کے چوبارہ کے ساتھ جہاں مسجد کی تاسیس ہوئی دراصل کوئی جگہ موزوں نہیں تھی کیونکہ "بیت الفکر" کے عقب میں گلی تھی اور گلی کے ساتھ آپؑ کے چچا مرزا غلام محی الدین کا رقبہ تھا جس میں ان کے خراس کی قدیم عمارت کے کھنڈر پڑے ہوئے تھے اور اس کے بقیہ آثار میں سے شمالی جانب ایک بوسیدہ سی دیوار کھڑی تھی۔ حضور نے اسی دیوار اور اپنے گھر کی جنوبی دیوار پر اپنے باغ کی دیسی لکڑی سے سقف تیار کرایا۔ اینٹوں کی فراہمی کے لئے بعض پرانی بنیادوں کی کھدائی کی گئی۔ مسجد کا اندرونی حصہ حتمی طور پر 9/ اکتوبر 1883ء تک پائے تکمیل کو پہنچ گیا لیکن اس کی سفیدی بعد کو ہوئی۔

(بحوالہ حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 24-25)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد مبارک کی تعمیر اس لئے نہیں کی تھی کہ گھر سے مسجد اقصیٰ تک جانے میں آپ کو تکلیف ہوتی تھی بلکہ آپ کا معمول تھا کہ مسجد میں عموماً نماز سے پہلے جاتے اور عصر کی نماز کے بعد علی العموم مسجد اقصیٰ ہی میں ٹہلتے رہتے اور مغرب کی نماز پڑھ کر آتے اور پھر عشاء کی نماز کے لئے جاتے۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 21)

لیکن جب اللہ تعالیٰ کی وحی نے اس طرف اشارہ کیا تو آپ نے اپنے گھر کے اس چوبارہ کے ساتھ جہاں آپ تصنیف کا کام کیا کرتے تھے تعمیر مسجد کا ارادہ فرمایا۔ یہ چوبارہ مسجد مبارک کے شمالی جانب میں ہے وہ وحی جس میں اس مسجد کی تعمیر کی طرف اشارہ وحی الٰہی الم نجعل لك سھولۃ فی کل امر بیت الفکر وبیت الذکر و من دخلہٗ کان اٰمنا

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی

تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے:

مُبارِکٌ ومبارَکٌ وّکلُّ امرٍ مبارَکٍ یُجْعَلُ فیه

(تذکرہ صفحہ 83 مطبوعہ 2006ء قادیان)

تعمیر مسجد کے لئے حضور نے اس جگہ کو بیت الفکر و بیت الذکر کے باہم قریبی ذکر اور ایک ہی الہام میں ہونے کی ترتیب کی وجہ سے پسند فرمایا۔ یہاں کوئی جگہ تو تھی نہیں اس لئے آپ نے اس کوچہ کو مسقّف فرمایا جو احمدیہ چوک بازار اور مسجد اقصیٰ کو جاتا ہے۔ جس جگہ آج کل دفتر محاسب ہے اسی جگہ مرزا غلام محی الدین مرحوم حضرت کے چچا کا خراس تھا ان کی وفات کے بعد اس کی چھت وغیرہ گر گئی اور اس کو دوبارہ تعمیر کرنے کی نوبت نہ آئی جب حضرت نے مسجد مبارک کی تعمیر کا ارادہ کر لیا اور اس کی چھت کو مسجد مبارک کا فرش قرار دیکر تعمیر کا کام شروع کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مالی حالت اس وقت بہت کمزور تھی نیچے کی چھت کے لئے دیسی لکڑی وغیرہ جو باغ وغیرہ سے کاٹی گئی ڈال دی گئی اور اوپر چھت پر وہی لکڑی استعمال ہوئی۔ اس کے لئے اینٹوں کو مہیا کرنے کے واسطے عام طور پر پرانی بنیادوں کو کھود کر اینٹیں نکلوائی گئیں۔ پیراں دتا ایک معمار جو علی العموم اس خاندان کا تعمیری کام کیا کرتا تھا اس کی تعمیر کے لئے مقرر ہوا اور کام شروع ہو گیا۔ ایک طرف مالی مشکلات تھیں دوسری طرف عم زاد بھائیوں کی مخالفت تھی اس لئے کہ ان کی ایک دیوار پر چھت ڈالی جا رہی تھی اور اس کھنڈر کی طرف ایک کھڑکی رکھی جا رہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اس مسجد کے تعلق میں سہولتوں کا وعدہ فرمایا تھا ہر قسم کی سہولتیں میسر کر دیں اور تعمیر کا کام بآسانی ہوتا چلا گیا اور آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد (9/اکتوبر 1883ء کو۔ناقل) مکمل ہو گئی۔

(بحوالہ حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 21-23)

توسیع اول

جب اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بڑھا دیا تو اس مسجد کی توسیع کی ضرورت پیش آئی اور خدا نے خود ہی اس کی وسعت کے سامان پیدا کر دیئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچا زاد جو اوائل تعمیر میں مخالفت کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے اپنے مملوکہ خراس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بیچ دیا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہونے والی توسیع اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں ہونے والی توسیع کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’مسجد مبارک کی پہلی توسیع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی آپ کے منشاء کے مطابق صدر انجمن احمدیہ کے انتظام کے ماتحت ہمارے نانا جان مرحوم (یعنی محترم میر ناصر نواب صاحبؓ) کی نگرانی میں 1907ء میں ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وفات تک جو مئی 1908ء میں ہوئی اسی توسیع شدہ حصہ میں نمازیں ادا فرماتے رہے۔ گویا اس توسیع نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں سے اصل مسجد کی برکتوں کا خمیر حاصل کر لیا۔‘‘

(بحوالہ الفضل قادیان 26/مارچ 1945ء صفحہ 3)

توسیع دوم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں ہونے والی توسیع کے بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’اس کے بعد دوسری توسیع اب 1944ء میں آ کر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ہاتھوں سے ہوئی ہے اور اس توسیع کے لئے روپیہ بھی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی ذاتی اپیل پر دوستوں نے پر جوش طوعی چندوں کی صورت میں پیش کیا ہے۔ جس میں ایک معقول حصہ خود حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی چندہ کا بھی شامل ہے اور اس تعمیر کی نگرانی کا کام حضور کے حکم کے ماتحت خاکسار (یعنی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ناقل) سرانجام دیتا رہا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ اور عملی نگرانی سید سردار حسین شاہ صاحب اورسیر نے کی ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَیْرًا۔ یہ توسیع عملاً دسمبر 1944ء میں مکمل ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 2/دسمبر کو اس حصہ میں نماز کا آغاز کر دیا تھا گو تکمیل کی بعض جزئیات کا سلسلہ 1945ء میں بھی جاری رہا ہے۔‘‘

(بحوالہ الفضل قادیان 26/ مارچ 1945ء صفحہ 4)

تقسیم ملک کے بعد دور درویشی میں مسجد مبارک میں مختلف چھوٹے چھوٹے تعمیری و مرمت کے کام کروائے جاتے رہے۔ سال 2010ء کے آخر میں مسجد مبارک کی چھت پر وہ کمرہ جو سرخی کے چھینٹوں کے نشان والے کمرے کے بالکل اوپر ہے اور اسٹور کے طور پر استعمال ہوتا تھا گرا دیا گیا۔ یہ کمرہ چند سال قبل اسٹور کے لئے تعمیر ہوا تھا اور مسجد مبارک کی چھت پر ہرے رنگ کی فائبر شیٹ سے شیڈ ڈال دیا گیا تا کہ جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی کثرت کے پیش نظر چھت پر بھی نماز کا انتظام کیا جا سکے۔ مگر چھت کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے اسے ہٹا دیا گیا۔ یہ شیڈ دور سے منارۃ المسیح دیکھنے والوں کے درمیان حائل ہو جاتا تھا۔ اس لئے بھی اسے ہٹانا مناسب سمجھا گیا۔ فروری 2013ء میں اس شیڈ کو گرا دیا گیا۔

فروری 2013ء میں مسجد مبارک کی رینوویشن کا کام شروع ہوا۔ مسجد کے پرانے پلستر کو اتار کر اس کی جگہ نیا پلستر کیا گیا۔ مسجد کے فرش کو تبدیل کیا گیا۔ مسجد کی بڑی سیڑھیوں کو جو پرانی ہو چکی تھیں نئے سرے سے تعمیر کیا گیا۔ مسجد کی بڑی سیڑھیوں پر خوبصورت سنگ مرمر لگایا گیا۔ بڑی سیڑھیوں سے اوپر جاتے ہی المونیم کا بڑا دروازہ نصب کیا گیا۔ المونیم کا ایک چھوٹا دروازہ مسجد کی جنوبی سیڑھیوں پر اور ایک المونیم کا چھوٹا دروازہ مسجد اور بیت الفکر کو جانے والی سیڑھیوں پر اوپر کی جانب لگایا گیا۔ مسجد کی چھت کو جانے والی سیڑھیوں کے پرانے دروازوں کی جگہ ایلومنیم کے دروازے لگائے گئے۔ مسجد میں پرانے پنکھوں کی جگہ نئے پنکھے لگائے گئے۔ بجلی کی وائرنگ کا کام از سر نو کروایا گیا۔ پرانے تاریخی دروازوں اور کھڑکیوں کو پالش کی گئی اور مسجد کو اندر اور باہر سے رنگ و روغن کر کے جاذب نظر بنایا گیا۔ علاوہ ازیں مسجد کی چھت کی سیلنگ کا کام ہوا۔

اس جگہ خاکسار مسجد مبارک کی شان میں یہ بیان کر دینا بھی مناسب خیال کرتا ہے کہ قادیان میں مسجد مبارک ایک ایسی مسجد ہے جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متعدد بار چار الہام ہوئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا الہام

مُبارِکٌ ومبارَکٌ وکلُّ امرٍ مبارَکٍ یُجْعَلُ فیه

(تذکرہ صفحہ 83 مطبوعہ 2006ء قادیان)

یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جاویگا۔

دوسرا الہام

دوسرا الہام جو اس مسجد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پانچ مرتبہ ہوا وہ بھی اول الذکر الہام کے قریب کے زمانہ کا ہے اور وہ یہ ہے

فیه برکاتٌ للناس ومن دخله کان اٰمِناً

(تذکرہ صفحہ 83 حاشیہ مطبوعہ 2006ء قادیان)

یعنی اس مسجد میں لوگوں کے لئے غیر معمولی برکات رکھی گئی ہیں اس لئے اس مسجد کو خدا کے نزدیک یہ مرتبہ حاصل ہے کہ جو شخص بھی اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اس کے اندر داخل ہوگا۔ وہ ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جائیگا۔

تیسرا الہام

تیسرا الہام جو اس مسجد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا وہ یہ ہے۔

بیت الفکر وبیت الذکر

(تذکرہ صفحہ 82 مطبوعہ 2006ء قادیان)

یعنی اے خدا کے مقرر کردہ امام اگر تیرا گھر افکار علمی و روحانی کا گہوارہ ہے جس میں سے اسلام کی تائید میں شیطانی طاقتوں کی تردید میں گولہ و بارود تیار ہو کر نکلتا رہے گا تو یہ تیرے گھر کے ساتھ لگی ہوئی چھوٹی سی مسجد خدا کے علم میں بیت الذکر ہے جس میں ہمیشہ خدائے واحد کا نام لیا جاتا رہے گا۔

چوتھا الہام

چوتھا الہام جو اس مسجد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا وہ یہ ہے:

لَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ

(تذکرہ صفحہ 88 مطبوعہ 2006ء قادیان)

اس الہام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو خوشخبری دی کہ آئندہ اس مسجد میں اور اس مسجد کے ساتھ تعلق رکھنے والوں پر اپنے فضل و رحمت کی بارشیں نازل فرمائے گا اور دنیا کی کوئی طاقت ان فضلوں کو روک نہیں سکے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قادیان کی یہ چھوٹی سی مسجد جس میں بمشکل پانچ سو سے چھ سو تک نمازیوں کی گنجائش ہے عجیب و غریب شان رکھنے والی اور ایک نادر مجموعہ برکات ہے۔ ہاں روحانی برکتیں ایک چشمہ کا رنگ رکھتی ہیں اور کسی چشمہ کے اندر خواہ کتنا ہی پانی کیوں نہ ہو اس سے سیراب ہونے کے لئے بعض ظاہری باتوں کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے اور روحانی برکتوں سے فیضیاب ہونے کے لئے خصوصیت سے ضرورت ہے۔ انسان کی طرف شوق و طلب کی اور خدا کی طرف سے توفیق اور فضل کی اور خوش قسمت ہے وہ جس کو یہ دونوں ہی باتیں نصیب ہو جائیں۔

دعا کا تحفہ

الوداع کرنے کی دُعائیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمرؓ کو الوداع کہتے ہوئے یہ دعا پڑھی:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ

(ابوداؤد کتاب الجہاد)

ترجمہ: مَیں تجھے تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے انجام کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت انسؓ نے بوقت الوداع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بیان کی ہے:

زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَغَفَرَ اللّٰهُ ذَنْبَكَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کی زادِ راہ عطا کرے۔ اللہ تیرے گناہ تجھے بخشے اور جہاں بھی تو ہو تیرے لئے خیر آسان کر دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 108)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایم۔ایم۔طاہر

مرکز احمدیت ربوہ کی پہلی مسجد

برصغیر کی تقسیم کے ساتھ اگست 1947ء میں پاکستان اور ہندوستان دو الگ الگ ممالک کی صورت میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے ہجرت کی۔ جماعت احمدیہ نے تحریک پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا۔ جماعت کا مرکز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور میں واقع تھا۔ صوبہ پنجاب کی تقسیم کے دوران ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب میں آ کر ہندوستان کا حصہ بن گیا۔یوں جماعت احمدیہ کو اپنے مرکز سے ہجرت کرنا پڑی۔ جماعت کا عارضی مرکز لاہور ٹھہرا اور پھر نئے مرکز کے قیام کے لئے مناسب جگہ کی تلاش حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کے مطابق شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ میں دریائے چناب کے کنارے سرگودھا اور فیصل آباد کے درمیان ربوہ کی زمین عطا کر دی جو حکومت سے خرید لی گئی۔

نئے مرکز ربوہ کی افتتاحی تقریب 20؍ستمبر 1948ء کو ہوئی۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس روز بعد نماز ظہر ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ نئے مرکز ربوہ کا افتتاح فرمایا۔ یہ افتتاحی تقریب موجودہ فضل عمر ہسپتال والی جگہ پر ہوئی اور جس مقام پر حضرت مصلح موعودؓ نے نماز ظہر پڑھائی تھی وہاں بعد میں مسجد یادگار تعمیر کی گئی۔

ربوہ کی پہلی عارضی یا کچی مسجد

ربوہ کی افتتاحی تقریب کے بعد یہاں کی آبادکاری کا آغاز ہوا۔شروع میں کچے مکانات اور کچے بازار تعمیر ہوئے اور پھر باقاعدہ نقشہ جات کی منظوری اور ٹاؤن پلاننگ کے مطابق مستقل رہائشی منصوبے، مساجد اور دفاتر سلسلہ کی تعمیر شروع ہوئی۔

عارضی قصر خلافت،حضرت اماں جان کی رہائش گاہ اور عارضی کچی مسجد کی تعمیر موجودہ دارالصدر جنوبی اور اس کے ارد گرد کی گئی۔ ایوان محمود سے دارالصدر غربی کو جانے والی یادگار روڈ ابتدائی کچی اور عارضی آبادی کا مرکز تھی۔ اسی روڈ پر یادگار حضرت اماں جان تعمیر شدہ ہے جو کہ حضرت اماں جان کے مکان کی نشاندہی کرتا ہے۔حضرت اماں جان کی وفات اسی مکان میں 1952ء میں ہوئی تھی۔ اس مکان کے آگے مشرق کی طرف حضرت مصلح موعودؓ اور بیگمات کے گھر تھے اور اس سے آگے ریلوے لائن کی طرف کچی مسجد تعمیر کی گئی جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک کی تعمیر اور نئے قصر خلافت میں منتقلی سے پہلے نمازیں پڑھائیں۔(حضرت مصلح موعودؓ 19؍ستمبر 1949ء کو مستقل رہائش کے لئے لاہور سے ربوہ تشریف لائے

تھے اور ربوہ میں پہلا جمعہ آپ نے 30؍ستمبر 1949ء کو پڑھایا تھا۔) یہ عارضی مسجد جو کچی تھی یہ پہلی مسجد تھی لیکن یہ مستقل نہ تھی۔ اس کچی مسجد کے بارہ میں دو بزرگان جنھوں نے اس میں نمازیں پڑھیں ان کی روایات بیان کرتا ہوں۔

استاذی المحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب سے ان کے بیٹے سید غلام احمد فرخ صاحب کے ذریعہ میں نے کچی مسجد کے حوالے سے دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ عارضی کچی مسجد کا کوئی نام نہیں تھا یہ حضرت اماں جان کے گھر (چوک یادگار دارالصدر جنوبی) سے آگے ریلوے لائن کی طرف بنائی گئی تھی جو قصر خلافت کے ساتھ ہی تھی۔ اس مسجد میں پرائمری سکول بھی قائم کیا گیا تھا اور بسا اوقات سکول کے بچے حضرت مصلح موعودؓ سے شرف مصافحہ بھی حاصل کرتے تھے۔محترم معظم میر صاحب نے اس مسجد سے متعلق اپنا ایک واقعہ بھی بیان کیا کہ ایک بار مؤذن اذان دے کر چلا گیا اور میں مسجد میں تھا کہ تھوڑی ہی دیر بعد حضرت مصلح موعودؓ اکیلے مسجد تشریف لے آئے۔ کافی دیر تک ہم دونوں ہی مسجد میں تھے۔ پھر دوسرے نمازی آئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے نماز پڑھائی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ اذان کے بعد کچھ وقفہ کے بعد نماز کے لئے آتے تھے لیکن اس روز جلد تشریف لے آئے۔

کچی مسجد اور اس میں پرائمری سکول کے حوالے سے دوسری روایت محترم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ کی ہے۔ آپ اس کچی مسجد کے پرائمری سکول کے طالب علم رہے ہیں۔ آپ مجھ سے بیان کرتے ہیں کہ میں 1951-52ء میں اس کچی مسجد کے پرائمری سکول میں چوتھی جماعت میں پڑھتا رہا ہوں۔ ہمیں ماسٹر تاج دین صاحب فاضل پڑھایا کرتے تھے۔سکول کی کلاسز ظہر کی نماز سے پہلے ختم ہو جاتی تھیں اور پھر نمازیں ہوتی تھیں۔ کچی اور عارضی مسجد کی سمت اور ہیئت کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح نے مجھے بتایا کہ حضرت اماں جان کے گھر کے مشرق کی طرف پہلے آپ کا ورانڈہ تھا پھر صحن۔ اس صحن کے بعد ایک گلی تھی اس کے بعد قصر خلافت تھا اور اس کے بعد ریلوے لائن کی طرف کچی مسجد تھی۔ اس مسجد کا ہال چھوٹا ہی تھا مسجد محمود کے ہال کے قریب یا اس سے کچھ چھوٹا ہوگا لیکن اس کا صحن کافی بڑا تھا اور صحن کی کچی دیواریں تقریباً دو دو فٹ اونچائی کی تھیں۔

مرزا نصیر احمد صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ انہی ایام میں ایک کچی مسجد کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی کوٹھی (دارالصدر غربی قمر) کے سامنے ریلوے لائن کی طرف بھی تھی جہاں اب مکانات بنے ہوئے ہیں۔ یہ چوک بن جاتا تھا یہاں کچے بازار کے لوگ بھی نماز پڑھنے آتے تھے۔ آپ بتاتے ہیں کہ قصر خلافت کے آگے مغرب کی طرف دارالصدر جنوبی و دارالصدر غربی قمر ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ کچا بازار بنا ہوا تھا۔ اس بازار کی چار دکانیں انہیں ابھی تک یاد ہیں جن میں حضرت مولوی غلام رسول صاحب صحابی کی دودھ دہی کی دکان، داؤد جنرل سٹور، نعمت اللہ خان پٹھان کی دکان اور سیلون ٹی سٹال شامل ہیں۔

مکرم حنیف احمد محمود ایڈیٹر الفضل آن لائن بیان کرتے ہیں کہ اس قصر خلافت کا کچھ حصہ اس زمین میں شامل ہوا جس کو خاکسار کے ابا مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم نے خریدا اور ریلوے لائن کی جانب پلاٹ کے آخری حصہ کو قبلہ رخ کھدائی کریں تو ابھی بھی پتھروں کی بنیاد ملتی ہے۔ آج کل یہاں مریم ہسپتال قائم ہے۔

مسجد یادگار ربوہ

مسجد یادگار ربوہ کو بعض لوگ ربوہ کی پہلی مسجد سمجھ لیتے ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ نئے مرکز سلسلہ ربوہ کے افتتاح کے موقع پر 20؍ستمبر 1948ء بروز پیر (دوشنبہ) حضرت مصلح موعودؓ نے جس مقام پر نماز ظہر پڑھائی جس میں 250 کے قریب افراد شامل تھے (افتتاحی تقریب کے وقت کل موجود لوگوں کی فہرست جو 619 احباب پر مشتمل تھی تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 460 تا 472 میں شائع شدہ ہے) اس مقام پر دس سال بعد مسجد کی تعمیر عمل میں آئی، اس مسجد کو مسجد یادگار کا نام دیا گیا۔

اس مسجد کا سنگ بنیاد 21؍مارچ 1958ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے مسجد مبارک قادیان سے لائی گئی ایک اینٹ سے رکھا جس پر حضرت مصلح موعودؓ نے دعا کی تھی۔ مسجد یادگار اس وقت احاطہ فضل عمر ہسپتال میں واقع ہے۔ یہ مسجد محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوئی۔

ربوہ کی پہلی مستقل مسجد۔مسجد مبارک

مسجد مبارک ربوہ کی پہلی مستقل مسجد ہے جس کا سنگ بنیاد حضرت مصلح موعودؓ نے ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ صحابہ اور بزرگان سلسلہ اور افراد جماعت کی کثیر تعداد کی موجودگی میں 3؍اکتوبر 1949ء کو بعد نماز عصر بروز دوشنبہ بمطابق 9؍ذی الحجہ کے مبارک دن رکھا تھا۔

مسجد مبارک نئے مرکز سلسلہ میں تعمیر ہونے والی پہلی مستقل عمارت تھی۔ یوں سر زمین ربوہ کی مستقل آبادکاری کا آغاز مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہوا۔تقریب سنگ بنیاد کی تاریخ طے شدہ تھی اور اس کا اعلان الفضل میں کر دیا گیا لہٰذا دور نزدیک کی جماعتوں سے ایک کثیر تعداد اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے پہنچ گئی۔

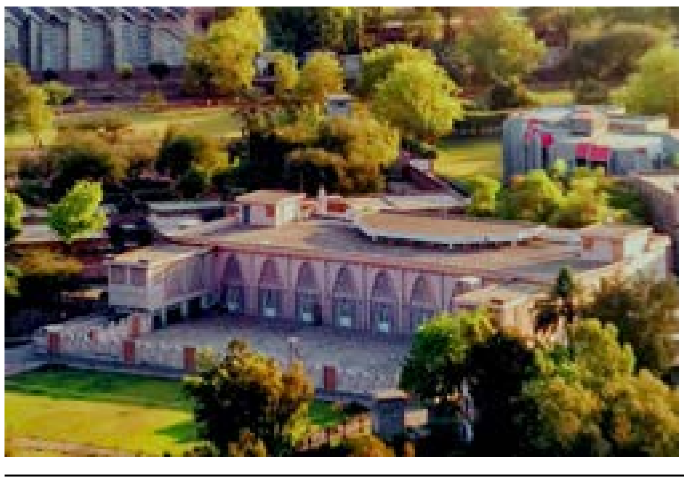

تقریب سنگ بنیاد کے لئے حضرت مصلح موعودؓ اسی روز لاہور سے ربوہ پہنچے تھے۔ اس تقریب کی تفصیلی رپورٹ تاریخ احمدیت جلد 14 اور روزنامہ الفضل 6، 8، 19/ اکتوبر 1949ء کے شماروں میں شائع شدہ ہے۔تقریب کے مختصر کوائف ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں:

حضرت مصلح موعودؓ 19/ ستمبر 1949ء کو ربوہ میں مستقل رہائش کے لئے پہنچے تھے۔ اس وقت مسجد مبارک کی جگہ کی نشاندہی ہوچکی تھی۔حضرت مصلح موعودؓ جب اس مجوزہ جگہ میں داخل ہوئے تو تین بکرے اہل ربوہ کی طرف سے صدقہ کئے گئے تھے اسی طرح جب حضور اپنے گھر داخل ہونے لگے تو دو بکرے صدقہ کئے گئے۔

تقریب سنگ بنیاد کے لئے عصر کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔حضرت مصلح موعودؓ نے اسی مقام پر نماز عصر پڑھائی جہاں سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق تقریب سنگ بنیاد کے لئے 7 صفیں / لائنیں بنائی گئیں:

(1) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صف (2) خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نرینہ افراد کی صف (3) واقفین زندگی کی صف (4) امراء جماعت اور ناظران سلسلہ کی صف (5) مہاجرین قادیان کی صف (6) خاندان مسیح موعودؑ کی خواتین مبارکہ کی صف (7) صحابیات و مہاجرات قادیان کی صف

حضرت صاحب کی ہدایت تھی کہ اینٹ سیمنٹ کی تغاریاں ان صفوں سے ہوتے ہوئے حضرت صاحب تک پہنچائی جائیں گی اور اس دوران احباب دعائیں دہراتے جائیں گے۔ چنانچہ عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد تمام احباب اپنی اپنی مذکورہ بالا صفوں میں پہنچ گئے اور پھر دست بدست حضور کی خدمت میں اینٹ سیمنٹ کی تغاریاں پہنچائی گئیں۔ ہر صف سے تین اینٹیں پہنچائی گئیں گویا یہ 21 اینٹیں بنیاد میں رکھی گئیں اور اس کے علاوہ دو اینٹیں مسجد مبارک قادیان کی اینٹوں سے بھی لگائی گئیں یوں کل 23 اینٹیں بنیاد میں رکھی گئیں۔ سنگ بنیاد کے دوران حضرت مصلح موعودؓ ابراہیمی دعائیں دہراتے جاتے اور شرکاء تقریب بھی ان دعاؤں کا ورد کرتے رہے۔ سنگ بنیاد کے بعد حضور نے دعا کروائی اور اس کے بعد آپ نے ایمان افروز خطاب فرمایا جس میں آپ نے احباب جماعت کو اس کی تعمیر میں حصہ لینے کے لئے مالی تحریک بھی فرمائی۔آپ نے فرمایا کہ اس کی تعمیر پر تیس پینتیس ہزار روپیہ خرچ ہو گا میں نے اپنی طرف سے 21 روپے نقد اور پانچ سو روپے کا وعدہ کیا ہے۔ پھر آپ نے خاندان کے افراد کے وعدے بعض دیگر افراد و جماعتوں کے وعدے بھی بیان فرمائے۔ اس موقع پر نقد اور وعدہ جات کا میزان سترہ ہزار روپے سے اوپر نکل گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطاب کے بعد وہیں نماز مغرب پڑھائی اور آخری رکعت میں ابراہیمی دعاؤں کو دہرایا۔ نماز کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس مبارک تقریب میں شریک خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مردوں کی تعداد 10 اور خواتین مبارکہ کی تعداد بھی 10 تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی ایک بڑی تعداد اس میں شریک ہوئی چنانچہ الفضل 19/ اکتوبر 1949ء میں 69 صحابہ مسیح موعودؑ کی فہرست شائع شدہ ہے جو اس مبارک تقریب میں شامل تھے۔ ان کے علاوہ 88 واقفین زندگی اور 6 امراء جماعت بھی شریک تھے۔کل دو ہزار کے قریب افراد اس مبارک تقریب میں شامل ہوئے۔

مسجد مبارک ربوہ کی تعمیر اور افتتاح

مسجد مبارک ربوہ میں تعمیر ہونے والی پہلی باقاعدہ عمارت ہے جس کا باقاعدہ نقشہ منظور کروا کر کام کا آغاز ہوا۔ اس کا نقشہ مکرم حفیظ الرحمان صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین نے تیار کیا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں 14/ جولائی 1949ء کو ربوہ آیا اور میرے سپرد دفتر تعمیرات کی پلاننگ برانچ کی گئی یعنی صدر انجمن اور تحریک جدید کی تمام پختہ عمارات کے نقشہ جات کے ڈیزائن تیار کرنا میرے ذمہ لگایا گیا۔سب سے پہلا نقشہ مسجد مبارک کا تیار کیا گیا۔ ایک کچے کمرے میں گیس کی روشنی میں رات کے وقت محترم قاضی عبدالرحیم بھٹیؓ کی ہدایات کی روشنی میں نقشہ تیار کیا۔ پھر یہ نقشہ منظوری کے لئے بھجوایا گیا اور ڈپٹی کمشنر مسٹر بٹر نے اس پر منظوری کے دستخط کئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 31)

مسجد مبارک کی تعمیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت قاضی عبدالرحیم بھٹی صاحبؓ کی نگرانی میں مکمل ہوئی۔مسجد مبارک ایک رنگ میں مارچ 1951ء میں مکمل ہوگئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے جمعہ سے افتتاح فرمادیا۔مسجد کی تعمیر اگست 1951ء میں مکمل ہوئی اور مینار بعد میں بنے۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 31)

23/ مارچ جو کہ تاسیس جماعت احمدیہ کا مبارک دن ہے۔ 1951ء کی 23/ مارچ کو جمعہ کا دن تھا اور جماعت کی شوریٰ بھی ہو رہی تھی۔ اس مبارک روز حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک ربوہ میں پہلا جمعہ پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ افتتاح سے قبل آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور حضور کی اقتداء میں احباب جماعت نے بھی سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ مسجد مبارک ربوہ میں پہلے جمعہ کے لئے تشریف لائے تو آپ نے خطبہ جمعہ سے قبل فرمایا:

’’خطبہ شروع کرنے سے پہلے میں دوستوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی مستقل مسجد ہے جو ہجرت کے بعد ربوہ میں بنی ہے اور جیسے قادیان میں ہمارے گھر کے پاس ایک مسجد تھی جسے چھوٹی مسجد یا مسجد مبارک کہتے تھے اُسی طرح یہ مسجد بھی قصر خلافت کے پاس بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اَور مسجد بھی بنائی جائے گی جو جامع مسجد ہو گی اور مجلس شوریٰ کے اجلاس بھی اس میں ہوا کریں گے۔ چونکہ ایک مستقل مسجد میں آنے کا یہ پہلا موقع ہے جسے خدا تعالیٰ اور اسلام کے نام کو بلند کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اس لیے ضروری تھا کہ اس کا افتتاح کرنے سے قبل بطور شکرانہ نوافل ادا کیے جاتے لیکن یہ موقع ایسا نہیں کہ صحیح اور منظّم طور پر نوافل ادا کیے جا سکیں۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ ہم افتتاح سے پہلے خدا تعالیٰ کے حضور بطور شکرانہ ایک سجدہ کر لیں کہ اس نے ہمیں ربوہ میں پہلی مستقل مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ کہ وہ ایک رنگ میں مکمل کر لی گئی ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 32 صفحہ 48)

مسجد مبارک سرزمین ربوہ کی پہلی باقاعدہ مسجد ہے۔حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دور خلافت میں یہیں نماز اور جمعہ پڑھاتے۔ خلافتِ ثالثہ میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر ہوئی۔مسجد اقصیٰ کی تکمیل سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مسجد مبارک میں ہی جمعہ پڑھاتے رہے اور پھر اس کی تکمیل کے بعد نماز جمعہ وعیدین مسجد اقصیٰ میں شروع ہو گئے۔

مسجد مبارک میں تین خلفاء نے نماز پڑھائیں اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلافت سے قبل مسجد مبارک میں ہی نمازوں کی ادائیگی کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔خلفاء کرام نے یہاں مجالس عرفان بھی منعقد کیں۔

مسجد مبارک ربوہ کو یہ بھی تاریخی اعزاز حاصل ہے کہ یہاں 1965ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے انتخاب خلافت کی کاروائی عمل میں آئی تھی۔

خلافتِ رابعہ میں مسجد مبارک کی توسیعی منصوبہ کا کام کیا گیا جس کے نتیجہ میں اس کی وسعت میں دوچند سے بھی زیادہ اضافہ ہوگیا۔مسجد مبارک ربوہ کو اب بھی کئی لحاظ سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کی میزبانی کے علاوہ یہاں ایک عرصہ تک مرکزی جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ، یوم مسیح موعودؑ، یوم مصلح موعودؓ اور یوم خلافت منعقد ہوتے رہے۔شوریٰ کے موقع پر بھی یہ مرکزی مسجد کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اعلانات نکاح اور نماز جنازہ بالخصوص موصیان کے جنازوں کے لئے بھی یہ لوگوں کی ترجیح ہوتی تھی۔ اسی طرح حالات کی موافقت تک رمضان المبارک کے ایام میں مسجد مبارک ایک مرکزی مسجد کا کردار ادا کرتی تھی۔ جہاں فجر کے بعد درس حدیث، ظہر یا عصر کے بعد درس القرآن اور عشاء کے بعد نماز تراویح کا اہتمام ہوتا اور آخری عشرہ میں ایک محدود تعداد یہاں اعتکاف کی سعادت بھی حاصل کرتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ حالات پلٹا کھائیں اور پھر سے مرکز احمدیت ربوہ کی رونقیں بحال ہوجائیں اور اس کے ساتھ مسجد مبارک سے وابستہ روحانی وعلمی برکتوں سے احباب جماعت مستفیض ہوسکیں۔آمین۔

بقیہ: مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر ...... از صفحہ 4

دان شخص کو چھوڑیں گے اور اگر مال کی طلب ہے تو جتنا مال آپ طلب کریں گے دیا جائے گا۔ اس کی یہ بات سن کر حضورؐ تشریف لے گئے اگلے دن پھر اس کے پاس آئے اس کا حال احوال پوچھا اور کہا کہ تیرے پاس تیرے جرائم کیا جواب ہے؟ اس نے کہا وہی جواب ہے جو میں آپ سے پہلے عرض کرچکا ہوں اگر آپ احسان فرمائیں گے تو ایک شاکر اور قدر دان پر احسان فرمائیں گے حضورؐ تشریف لے گئے اور تیسرے دن پھر حضورؐ اس کے پاس تشریف لائے اور وہی سوال کیا کہ تیرے پاس تیرے جرائم کا کیا جواب ہے؟ اس نے کہا وہی جواب ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ اسے چھوڑ دیا گیا تو وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے جھنڈ میں گیا اور نہایا اور پھر وہ مسجد آیا اور کہنے لگا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰہِ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ کے رسول ہیں اور پھر کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرہ سے زیادہ مبغوض نہ تھا لیکن اب آپ کے چہرہ سے زیادہ محبوب اور پیارا چہرہ کوئی نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی دین سے بغض نہ تھا مگر اب آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی دین سے محبت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے اس شہر سے بڑھ کر مجھے کسی شہر سے نفرت نہ تھی مگر اب آپ کے شہر سے بڑھ کر مجھے کسی شہر سے محبت نہیں ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ 4372)

ان دونوں واقعات میں سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر دوسرے کلمہ پڑھنے والوں کی مساجد کو گراتے اور ان کے میناروں کو توڑتے اور ان کو ویران کرنے کے درپے ہیں۔

انیس رئیس۔ جاپان

مسجد بیت الاحد جاپان

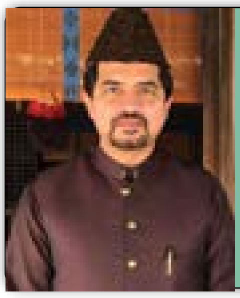

جاپان کو ارضِ مشرق اور چڑھتے سورج کی سرزمین کہا جاتا ہے۔اس ملک و قوم کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے۔ جاپانی قوم شنتو مذہب کی پیروکار ہے اور یہ لوگ صدیوں سے مظاہر فطرت کی پرستش اور محبت میں مبتلاء چلے آتے ہیں۔

شنتو مت ایک ایسا منفرد مذہبی فلسفہ ہے کہ جس کی نہ ابتداء معلوم ہے نہ ہی کوئی ایسا مذہبی صحیفہ پایا جاتا ہے جو شنتو مت کی حقیقت اور عقائد کو بیان کر سکے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی جاپانی تاریخ کی دو مشہور کتابیں جاپان کے شاہی خاندان اور اس ملک و قوم کی تاریخ کا ماخذ سمجھی جاتی ہیں۔

شنتو مت کے نزدیک ہر چیز میں خدا کا وجود جلوہ گر ہے یہاں تک کہ اجسام اور ارواح، بزرگان اور مقدس ہستیاں بذات خود خدا ہیں۔ لیکن خدا کے اس نہایت متنوع تصور کے باوجود شنتو مت میں بتوں کی پوجا نہیں کی جاتی۔ بلکہ یوں نظر آتا ہے کہ جاپانی قوم صدیوں سے معبودِ حقیقی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاپانی قوم کے اس مزاج کا تجزیہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:’’جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔‘‘

شنتو مت جاپان کا فطری اور قومی مذہب ہونے کے باوجود جب بھی جاپانی قوم کے سامنے کوئی دوسرا مذہبی فلسفہ پیش کیا گیا تو اس قوم نے ان تمام مذاہب کو نہایت شرح صدر سے خوش آمدید کہا۔ جاپانی حضرت کنفیوشس کے اخلاقی فلسفے سے بھی متاثر ہوئے اور انہوں نے حضرت لاؤتزے کی تعلیمات کا اثر بھی قبول کیا۔ تیسری صدی عیسوی میں یہ قوم بدھ مت سے آشنا ہوئی تو حضرت گوتم بدھ کی تعلیم انہیں بھانے لگی اور چھٹی صدی عیسوی تک شاہی خاندان سمیت جاپانیوں کی بڑی تعداد بدھ مت میں داخل ہوگئی۔ ہسپانوی اور پرتگالی مبلغین نے جب مسیحیت کا پیغام جاپانی قوم کے سامنے پیش کیا تو یہ قوم پہلی مرتبہ ابراہیمی مذاہب کے فلسفہ سے آشنا ہوئی اور ایک بڑی تعداد حلقہ بگوشِ مسیحیت ہوگئی۔

جاپانی تاریخ کے مطالعہ سے ایسے کوئی قرائن یا ثبوت نہیں ملتے کہ یہ قوم قرون اولیٰ یا قرون وسطیٰ میں اسلام یا مسلمانوں سے رُوشناس ہوئی ہو۔ جاپان میں اسلام پر تحقیق کرنے والے حضرات کے مطابق جاپانیوں کا اسلام سے تعارف بہت پرانا نہیں بلکہ یہ حال ہی کی بات ہے۔ 1900ء کے قریب ایک جاپانی تاجر بمبئی گئے اور ایک مسجد دیکھ کر اسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ ان کا نام AHMAD ARIGA تھا۔اسی طرح جنگ عظیم اول کے ایام میں جاپانیوں اور سلطنت عثمانیہ کے مابین تعلقات قائم ہو گئے۔ گویا مسلمانوں اور جاپانیوں کے مابین قائم ہونے والے یہ اولین مراسم تھے۔ اخبارات کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جاپانیوں کی اسلام کی طرف رغبت کی خبر پہنچی تو آپ نے اس قوم کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے پر جوش تڑپ کا اظہار فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

’’مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اس لئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 371)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی مہم آپ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی مشرق ومغرب میں زمین کے کناروں تک جا پہنچی۔ ایک طرف دنیا کے انتہائی مغرب میں واقع براعظم امریکہ اسلام احمدیت سے رُوشناس ہوگیا تو دوسری طرف دنیا کے انتہائی مشرق کنارے یعنی نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا سے بھی سعید فطرت روحیں امام الزماں کی آغوش میں آنے لگیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی حضرت مفتی صادق صاحبؓ نے جاپانیوں کو بھی تبلیغی خطوط لکھ کر اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوششیں کیں۔

اشاعتِ اسلام کے لئے جب تحریک جدید کا قیام عمل میں آیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے اولین تبلیغی مہم کے لئے جن ممالک کا انتخاب فرمایا جاپان بھی ان میں سے ایک تھا۔

مکرم صوفی عبدالقدیر نیاز صاحب 4/ جون 1935ء کو جاپان کے ساحلی شہر ’’کوبے‘‘ پہنچے۔ آپ جماعت احمدیہ کی طرف سے جاپان تشریف لانے والے پہلے مبلغ اسلام تھے۔ آپ نے جاپان میں قیام کے دوران جاپانی زبان سیکھی، تبلیغی لیکچرز دئے اور اسلام کے تعارف پر مشتمل کچھ لٹریچر تیار کروایا۔ جنگ عظیم دوم کے آغاز سے کچھ عرصہ قبل آپ کو بعض شکوک کی بناء پر جاپانی اداروں نے حراست میں بھی لیا اور کچھ تفتیش کرنے کے بعد رہا کر دیا۔

آپ ابھی جاپان میں ہی تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 10/ جنوری 1937ء کو مولوی عبد الغفور صاحب کو جاپان روانہ فرمایا۔ آپ کو جاپان بھجواتے ہوئے حضور بعض نصائح فرمائیں جو مشرقِ بعید کے ممالک میں مصروفِ عمل مبلغین و داعیان الی اللہ کے لئے ایک جامع لائحہ عمل ہیں۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 219-221)

اس کے بعد جنگ عظیم دوم کی وجہ سے کچھ عرصہ تک مبلغین کی جاپان آمد کا سلسلہ معطل رہا لیکن خلافت ثالثہ کے دور میں 1969ء تا حال جاپان میں مبلغین اور احباب جماعت خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راہنمائی میں اشاعتِ اسلام کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔

1957ء میں مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب کا قبولِ اسلام، 1981ء میں جاپان میں پہلے احمدیہ سنٹر کی خرید اور 1989ء میں جاپانی زبان میں ترجمہ قرآن کی اشاعت، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ ہائے جاپان اس سرزمین پر اشاعتِ اسلام کی مہم کے اہم سنگ ہائے میل ہیں۔

خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوروں کی بدولت جاپان میں اشاعت اسلام کی کاوشیں تیز تر ہوگئیں۔ نیا لٹریچر شائع ہوا، میڈیا کے

ذریعہ ملک کے طول وعرض تک اسلام احمدیت کا نام متعارف ہوا اور جماعت کا انتظامی ڈھانچہ مضبوطی سے استوار ہونے لگا۔

خلافت ثالثہ میں ہی ناگویا میں احمدیہ سنٹر کی خرید سے اشاعتِ اسلام کا ایک مرکز قائم ہو چکا تھا۔ لیکن باقاعدہ مسجد کی تعمیر احباب جماعت احمدیہ جاپان کی دیرینہ خواہش تھی۔

جماعت احمدیہ جاپان نے 1991ء میں ٹوکیو کے نواحی علاقہ Togane میں ایک قطعہ زمین خرید اگر وہاں مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے احباب جماعت کی پاکیزہ خواہش اور تڑپ کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ جب بھی مسجد کی تحریک ہوئی احباب وخواتین نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے خلافت خامسہ کا دورِ مبارک مقدر تھا۔ لہٰذا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پہلے دورہ جاپان کے دوران ہی حضور کی خاص توجہ سے مسجد کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔

تعمیر مسجد کمیٹی کا تقرر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مئی 2006ء کے دورہ جاپان کے دوران جاپان میں جلد پہلی مسجد تعمیر کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے خاکسار کو مسجد کمیٹی کا پہلا صدر مقرر فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ کام شروع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے بذریعہ خط اس منظوری کی اطلاع ان الفاظ میں دی۔

مکرم ومحترم نیشنل صدر صاحب جاپان

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نیشنل مجلس کی میٹنگ کے دوران تعمیر مسجد کمیٹی مقرر فرمائی تھی جس کے درج ذیل ممبران حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظور فرمائے ہیں۔

1. مکرم انیس احمد ندیم صاحب۔ مبلغ انچارج جاپان
2. مکرم سیکرٹری صاحب تربیت
3. مکرم سیکرٹری صاحب جائیداد
4. مکرم صدر صاحب انصار اللہ
5. مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ
6. مکرم سیکرٹری صاحب امور خارجیہ

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس کمیٹی کا صدر مکرم انیس احمد ندیم صاحب مبلغ انچارج جاپان کو مقرر فرمایا ہے۔ براہ کرم تمام ممبران کو

اطلاع کر دیں کہ وہ باقاعدہ اپنا کام شروع کر دیں۔ جَزَاکُمُ اللہ اَحۡسَنُ الۡجَزَاء

وَالسَّلَام

خاکسار

(دستخط) عبد الماجد طاہر

ایڈیشنل وکیل التبشیر

(مکتوب بذریعہ فیکس T-13996 بتاریخ 23/ مئی 2006ء)

مسجد کی جگہ کی تلاش اور مسجد فنڈ کی وصولی کا آغاز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق مسجد کمیٹی نے مئی 2006ء میں کام کا آغاز کیا۔ ایک طرف مالی تحریک کے ذریعہ احباب جماعت کو مسجد کی تعمیر کے لئے قربانی پیش کرنے کی دعوت دی گئی اور دوسری طرف مسجد کمیٹی نے مناسب جگہ کی تلاش شروع کردی۔

مالی قربانی کی تحریک پر اولین لبیک کہنے والے احباب کے اسماء بغرض دعا اور ریکارڈ پیش خدمت ہیں۔ مکرمہ زینت جلیل صاحبہ، مکرمہ سمیرا حامد صاحبہ، مکرمہ حامدہ زریں صاحبہ، مکرمہ امۃ الودود ناصر صاحبہ، مکرمہ طاہرہ افتخار صاحبہ، مکرمہ ثمینہ جنود صاحبہ، فوزیہ طلعت ڈار صاحبہ، مکرمہ فرحت رفیق صاحبہ، اور مکرمہ فائزہ انیس صاحبہ نے خواتین کی طرف سے نقدی اور زیورات پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔

قربانی کی توفیق پانے والے اولین احباب میں مکرم ضیاء اللہ ڈار صاحب، مکرم ظفر اللہ ڈار صاحب مرحوم، مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب، مکرم مقبول احمد شاد صاحب، مکرم رانا شوکت صاحب، مکرم مرزا حامد بیگ صاحب، مکرم مبشر زاہد صاحب، مکرم سید رفیق احمد صاحب، مکرم احمد فتح الرحمن صاحب اور مکرم یوسف جلیل صاحب قابل ذکر ہیں۔

مسجد کی جگہ کی تلاش کا کام شروع کرتے ہوئے متعدد جگہیں دیکھی گئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی اس پر حضور نے ہدایت فرمائی کہ:

’’باہر کھلی جگہ پر لیں تاکہ بعد کے مسائل نہ ہوں، لیکن سہولتیں ہوں‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں

احباب جماعت نے مسجد کی تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور نہایت بیش قیمت قربانیاں پیش کرنی شروع کر دیں۔ مسجد فنڈ کی تحریک کے بعد شاید ہی کوئی ایسا دن گزرا ہو جس میں اس چھوٹی سی جماعت کے احباب و خواتین یا بچوں میں سے کسی نے مسجد کی تعمیر کے لئے قربانی نہ پیش کی ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔

قربانی کرنے والے احباب و خواتین کے اسماء حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ماہ وصولی کی رپورٹ بھی خدمت اقدس میں پیش کی جاتی رہی۔ جنوری 2007ء کی رپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پیارے عزیزم انیس احمد ندیم صاحب۔ مبلغ جاپان!

السَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کی فیکس ملی ہے کہ ماہِ جنوری 2007ء میں مسجد فنڈ میں 50ہزار ین کے زیورات اور 232,000ین رقم وصول ہوئی ہے۔ مَاشَآءَ اللّٰہ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔ اللہ سب کو جزاء دے اور ان کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مسجد کے لئے مناسب جگہ کی خرید کی جلد توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ کی مدد فرمائے۔

وَالسَّلَام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

(مکتوب T-10793 بتاریخ 15/ فروری 2007ء)

خاکسار کے ساتھ مسجد کمیٹی کے ممبران تبدیل ہوتے رہے، لیکن اس خدمت کے لئے مقرر کئے جانے والے تمام احباب و خواتین نے شبانہ روز محنت، دعاؤں اور مالی قربانی کے ذریعہ سے جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کا سفر بخیر و خوبی مکمل کیا۔ ابتداء میں جن احباب کو مسجد کمیٹی کے ممبر یا محصل کے طور پر خدمت کی توفیق ملی ان کے اسماء بغرض دعا اور ریکارڈ محفوظ کئے جا رہے ہیں۔ مکرم یوسف ڈار صاحب، مکرم سید مشہود احمد صاحب، مکرم یوسف جلیل صاحب، مکرم محمد عصمت اللہ صاحب، مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب، مکرم نصیر احمد طارق صاحب اور مکرم مبشر احمد زاہد صاحب۔

مسجد بیت الاحد کی تعمیر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مئی 2006ء کا دورہ جاپان ایک مہمیز ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور تائید و نصرت سے اس دورہ کے بعد محض سات سال کے قلیل عرصہ میں جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ خرید لی گئی۔

2006ء کے بعد تعمیرِ مسجد کی تحریک مسلسل آگے بڑھتی رہی۔ اس سفر کے دوران بسا اوقات امید و یاس کی گھڑیاں بھی آئیں۔ بعض دفعہ یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی جگہ نہایت مناسب ہے مگر پھر اچانک کوئی ایسی روک پیش آجاتی کہ وہ جگہ ہماری پہنچ سے دور ہو جاتی۔ بعض جگہیں احباب میں سے کچھ کو تو پسند آجاتیں مگر بعض دیگر احباب اس رائے سے اتفاق نہ کرتے۔ بسا اوقات تو معاملات طے ہونے کے انتہائی قریب محسوس ہوتے اور معاہدہ کی کارروائی کی شرائط بھی طے ہونے لگتیں لیکن پھر اچانک بات بگڑ جاتی۔

احباب جماعت احمدیہ جاپان، مسجد کمیٹی کے ممبران اور محصلین کا جذبہ ءخدمت اور خلوص قابل رشک قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان احباب کے دل اس یقین کامل سے لبریز تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں اور قربانیوں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے وہ دن جلد نصیب کرے گا کہ جب ہم جاپان میں خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے قابل ہو سکیں گے۔

احباب جماعت احمدیہ جاپان کو اپنے امام کی دعاؤں اور توجہ پر علی وجہ البصیرت ایمان تھا کہ وہ مقدس منصوبہ جس کی داغ بیل خلیفۃ المسیح کے ہاتھ سے پڑی ہے، ضروری پایہ ءتکمیل کو پہنچے۔ لہٰذا احباب جماعت نے مسجد کی تحریک پر نہایت والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنے عزیز اموال و جائیدادیں دیوانہ وار اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنی شروع کر دیں۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت احمدیہ جاپان کے اس جذبہ ءخدمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’جب آپ کو توجہ دلائی گئی کہ نیا مرکز خریدیں تو جیسا کہ پہلے میں ذکر کر چکا ہوں، جماعت جاپان نے مالی قربانیاں کیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ خرید لی۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اللہ کے فضل سے بڑی قربانی کی ہے، اس لحاظ سے بہت سے لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں ادا کی ہیں۔ بچوں نے اپنے جیب خرچ ادا کئے، عورتوں نے اپنے زیور ادا کئے اور بعض نے اپنے پاکستان میں گھر بیچ کر رقمیں ادا کیں یا کوئی جائیداد بیچ کر رقم ادا کی۔ بعض نے اپنے قیمتی اور عزیز زیور، پرانے بزرگوں سے ملے ہوئے زیور بیچ کر مسجد کے لئے قیمت ادا کی۔ غرض کہ مالی قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانی کرنے کی آپ نے کوشش کی اور پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سب مالی قربانیاں قبول فرمائے اور آپ لوگوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 8/ نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

مسجد کی جگہ کی خرید اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نزول

2013ء کا آغاز بھی جاپان میں حسبِ معمول نماز تہجد سے ہوا۔ احباب جماعت احمدیہ جاپان کو سالِ نو کے آغاز پر نہایت دردِ دل سے دعائیں کرنے کی تحریک کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں اور قربانیوں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے مسجد کی تعمیر کے لئے راہیں آسان فرمادے۔

2013ء کے سال کو جاپان میں مسجد کی تعمیر کا سال بنانے کے لئے تمام احباب کو ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے اور مسجد کے لئے جگہ کی تلاش کی ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً اپنی یہ عاجزانہ خواہش حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر کے دعاؤں کے لئے عرض کیا جاتا کہ بظاہر تو ایسے آثار نظر نہیں آتے لیکن حضور پرنور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ رنگ میں ہماری مدد فرمائے اور ہماری نہایت حقیر کاوشوں کو اپنے فضل و رحم سے قبول فرمالے۔ مسجد فنڈ کی وصولی کو تیز تر کرنے کے لئے خاکسار نے ایک مسجد کمیٹی فرمائی جس کے ممبران درج ذیل تھے۔ مکرم مرزا حامد بیگ صاحب، مکرم ظفر احمد ظفری صاحب، مکرم عدیل احمد صاحب، مکرم غضنفر پرویز صاحب، مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب اور مکرم عبد القیوم صاحب۔

اس سال کے آغاز پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی دعاؤں کا اعجاز نظر آنے لگا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے مسجد کے لئے ایک ایسی جگہ مل گئی جس پر نہ صرف شرح صدر ہونے لگا بلکہ احباب میں سے جس نے اسے دیکھا اس نے اطمینان کا اظہار کیا۔

جب یہ معاملہ مجلس عاملہ ناگویا میں اور نیشنل عاملہ کے ممبران کے سامنے پیش کیا گیا تو اس موقع پر بھی تمام ممبران نے متفقہ طور پر یہ جگہ خریدنے کی سفارش کی۔ گویا اس جگہ کی خرید کے بعد احباب جماعت کا اتحاد اور اتفاق اس بات کا مظہر تھا کہ یہی وہ بابرکت جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہونا چاہیے۔

معجزانہ رنگ میں جگہ کی تلاش

مؤرخہ 12/ اپریل 2013ء کو خاکسار ایک دن مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب کے ہمراہ احمدیہ سنٹر ناگویا کے نواح میں واقع ایک پراپرٹی ڈیلر سے میٹنگ کر رہا تھا تو انہوں نے ہمیں Tsushima شہر میں ایک بُک سٹور کے بارہ میں بتایا اور کہا کہ جس طرح کی جگہ آپ تلاش کر رہے

ہیں یہ ان شرائط کے قریب تر ہے۔ یہ میٹنگ مکمل ہوتے ہی خاکسار نے مکرم مرزا حامد بیگ صاحب کو فون کیا اور انہیں بتایا کہ اس طرح ہمیں پراپرٹی ڈیلر نے ایک جگہ دکھائی ہے آپ کا کام اس علاقہ میں ہے لہٰذا آج شام کو کام سے واپسی پر آپ وہ جگہ دیکھتے آئیں۔ مکرم مرزا حامد بیگ صاحب نے کہا کہ اتفاق ہے کہ اس وقت میں اسی جگہ پہ کھڑا ہوں، بک سٹور تو فروخت ہو چکا ہے لیکن اس کے سامنے اس سے بہتر ایک اور عمارت قابل فروخت ہے۔ خاکسار نے فوری طور پر صدر جماعت ناگویا، ناگویا میں موجود نیشنل عاملہ کے ممبران اور مسجد کمیٹی کو فوری طور پر جمع ہونے کی گزارش کی اور اسی دن شام کو یہ جگہ دیکھنے کا پروگرام بنایا۔

جو احباب فوری طور پر اس تحریک پر جمع ہوئے ان کے اسماء بغرض دعا و ریکارڈ تحریر کئے جا رہے ہیں۔

• مکرم ظفر اللہ ڈار صاحب مرحوم • مکرم مقبول احمد شاد صاحب • مکرم رانا شوکت محمود صاحب • مکرم مرزا حامد بیگ صاحب • مکرم ظفر احمد ظفری صاحب • مکرم عدیل احمد صاحب • مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب • مکرم غضنفر پرویز صاحب • مکرم عبد القیوم صاحب • مکرم طلعت محمود صاحب اور • مکرم مظفر قادیانی صاحب۔

مسجد کی جگہ پر اتفاقِ رائے اور بے مثال قربانیاں

مسجد کی جگہ دیکھتے ہی احباب کی اکثریت کے دل شرح صدر سے معمور نظر آئے۔ یہ عمارت اتفاق سے قبلہ رخ تھی۔ رقبہ ہماری خواہش کے مطابق ایک ہزار مربع میٹر کے قریب تھا۔ برلب سڑک واقع ہونے کی وجہ سے اس جگہ کی لوکیشن بھی نہایت مناسب تھی۔ اسی طرح ہائی وے بھی بالکل قریب سے گزرتی اور ریل کا اسٹیشن بھی محض ڈیڑھ دو کلومیٹر کی مسافت پر واقع تھا۔

جگہ دیکھنے کے بعد اس شام کو رات گئے تک احباب کے ساتھ تفصیلی میٹنگ کر کے ہر پہلو پر غور و خوض کیا گیا۔ جب ہر طرح سے تسلی اور شرح صدر نظر آنے لگی تو احباب نے زور دیا کہ جلد از جلد معاملہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر کے منظوری حاصل کی جائے۔

خاکسار نے احباب کے سامنے مسجد فنڈ کی صورتحال پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس جگہ کی مالیت تقریباً آٹھ کروڑ ین ہے جبکہ ہمارے پاس مسجد فنڈ میں محض دو کروڑ ین موجود ہیں۔ یہ معاملہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرنے سے قبل اپنی مالی استطاعت کا از سر نو جائزہ لینا ضروری ہے۔

• اس موقع پر مکرم ظفر اللہ ڈار صاحب مرحوم نے اپنے جذبات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے مسجد کی جتنی جگہیں دیکھی ہیں ایسی جگہ کبھی نظر نہیں آئی۔ ہمارے لئے قربانی کا یہ تاریخی موقع ہوگا لہٰذا ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے بلکہ ہر فرد جماعت سے رابطہ کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرنی چاہیے۔ ظفر اللہ ڈار صاحب مرحوم نے فوری طور پر پچاس لاکھ ین کی قربانی پیش کرتے ہوئے اپنے خاندان کی طرف سے مزید پچاس لاکھ ین پیش کرنے کا وعدہ کیا۔

• مکرم مقبول شاد صاحب نے وعدہ کیا کہ جاپان میں مسجد کی تعمیر ہماری دیرینہ خواہش ہے اور بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے بھی ہمیں اس کام کو ممکن بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مقبول شاد صاحب نے مسجد کے بیعانہ کے لئے ادا کی جانے والی رقم جو تقریباً پچاس لاکھ ین کے قریب دینے کا وعدہ کیا اور اس کے علاوہ بھی مسجد کے لئے قربانی پیش کی۔

• مکرم رانا شوکت محمود صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان دونوں بھائیوں نے جس قدر قربانی پیش کی ہے میں بھی اسی قدر رقم مسجد کے لئے اللہ تعالیٰ راہ میں پیش کرتا ہوں اور یہ وعدہ کرتا ہوں کہ معاہدہ کے وقت اگر کچھ مزید ضرورت ہوئی تو اس موقع پر بھی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پچاس لاکھ ین کی اس ادائیگی کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں غیرمعمولی قربانی کی توفیق بخشی۔

• مکرم مرزا حامد بیگ صاحب جو جنوری 2013ء سے مسجد کمیٹی کے نگران مقرر ہو چکے تھے اور ہر ماہ پچاس ہزار ین مسجد کے لئے پیش کر رہے تھے، انہوں نے دس لاکھ ین فوری پیش کئے اور بتایا کہ ان کی اہلیہ مکرمہ سمیرا حامد صاحبہ اپنا سارا زیور جاپان میں مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر چکی ہیں۔

• مکرم ظفر احمد ظفری صاحب نے بھی دس لاکھ ین قربانی پیش کی۔ یہ رقم ان کی استطاعت کے لحاظ سے کافی بڑی رقم تھی، لیکن اس قربانی کے بعد بھی انہوں نے مسجد کی تحریک کے لئے ہر موقع پر قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی۔ اسی طرح صدر جماعت ناگویا کی حیثیت سے مسجد فنڈ کی وصولی اور مسجد میں وقار عمل کے انعقاد کے ذریعہ غیرمعمولی خدمت کی توفیق پائی۔

• مکرم عدیل احمد صاحب، مکرم غضنفر پرویز صاحب، مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب، مکرم طلعت محمود صاحب اور مکرم عبد القیوم صاحب اور دیگر احباب نے بھی نہ صرف بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں بلکہ مسجد کی تحریک کو مؤثر طریق سے احباب تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور وصولی کے لئے شبانہ روز محنت کی توفیق پائی۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاحد کی تعمیر کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ:

”یہ مسجد کی جو کوشش ہے، یہ آپ نے چند مہینوں میں کی۔ ان کوائف سے ظاہر ہو گیا کہ جو مسجد کی جگہ ملی ہے یہ غیرمعمولی طور پر ایک تو قربانیاں جو آپ نے کیں وہ تو کیں، اس کے ملنے کی جو تاریخ ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی سوچ کے اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ایک دم انتظام ہو گیا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ جگہ ملنا آپ کی کوششوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ثمرہ ہے۔ اتنی وسیع جگہ آپ کو مل گئی ہے۔ ایسی جگہ ہے کہ میرے خیال میں چند ماہ پہلے تک تو آپ میں سے بعض تصور بھی نہیں کر سکتے ہوں گے کہ یہ جگہ مل سکتی ہے۔ پس یہ چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنانے والی ہو۔“

(خطبہ جمعہ 8؍ نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

• احباب جماعت کے بے لوث اور والہانہ جذبہ قربانی کو دیکھتے ہوئے مؤرخہ 12؍ اپریل 2013ء کی رات کو جب میٹنگ ختم ہوئی تو مسجد فنڈ کی وصولی دو کروڑ سے چار کروڑ تک پہنچ چکی تھی۔ مسجد کی تحریک احباب کے سامنے پیش کرنے کے بعد جن احباب نے غیرمعمولی خدمت کی توفیق پائی ان کا مختصر ذکر خیر پیش خدمت ہے۔

• ایک سری لنکن احمدی دوست مکرم نعیم احمد صاحب اپنی مالی مشکلات کے باوجود تعمیر مسجد کے لئے دو لاکھ ین پیش کئے اور مسجد تعمیر ہونے کے بعد اس خواہش کا اظہار کیا کہ مسجد پر ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ لکھوانے کی خدمت ان کے سپرد کی جائے۔ چنانچہ یہ خدمت ان کے حصہ میں آئی۔

• مکرم ناصر امام صاحب جو جاپان میں ہی احمدیت قبول کر کے جماعت میں شامل ہوئے ہیں انہوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے دس لاکھ ین کی قربانی پیش فرمائی۔ ان کی اہلیہ کو بھی خانۂ خدا کی تعمیر میں حصہ ڈالنے کی توفیق ملی۔ نیز مکرم ناصر امام صاحب مسجد کی تعمیر کے بعد مسجد میں اعتکاف کی توفیق حاصل کرنے والے پہلے وجود ہیں۔

مسجد کی تحریک احباب کے سامنے پیش کی گئی تو ایک احمدی دوست مکرم سعید احمد صاحب مسجد کمیٹی کے ممبران اور محصل کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور کہا کہ گھر میں جو کچھ ہوا وہ سب پیش کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اور ان کی اہلیہ محترمہ نے مختلف ڈبے محصلین کے سامنے پیش کر دیئے، جب ان میں موجود رقم کو گنا گیا تو اس کی مالیت دس لاکھ ین سے زائد تھی۔

• مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب اور ان کے اہل خانہ قبل ازیں بھی مسجد کے لئے غیرمعمولی قربانی پیش کر چکے تھے، لیکن جلسہ سالانہ جاپان کے موقع پر جب خاکسار نے احباب جماعت کو دوبارہ قربانیاں پیش کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے پاکستان میں اپنا گھر فروخت کر کے بیس لاکھ ین سے زائد رقم خانۂ خدا کے لئے پیش کر دی۔ اس سے قبل بھی انہیں مسجد کی تعمیر کے لئے متعدد بار غیرمعمولی قربانی کی توفیق مل چکی ہے۔

• انڈونیشین احمدی احباب مکرم احمد فتح الرحمن صاحب اور مکرم احسان رحمت اللہ صاحب نے بھی نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے اہل خانہ کی طرف سے بھی غیرمعمولی قربانی پیش کرتے ہوئے خانۂ خدا کی تعمیر میں حصہ لیا۔ مکرم ناصر بشیر خاکی صاحب اور ان کی والدہ محترمہ نے بھی مسجد بیت الاحد کی تعمیر کے لئے غیرمعمولی قربانی کی توفیق حاصل کی۔

• مکرم سہیل انور صاحب نے بھی مسجد فنڈ کی تحریک میں غیرمعمولی قربانی کی توفیق پائی۔ مکرم محمد عصمت اللہ صاحب اور ان کے اہل خانہ نے بھی غیرمعمولی قربانی پیش کرتے ہوئے مسجد بیت الاحد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ مکرم سید رفیق احمد صاحب، مکرم ملک منیر احمد صاحب، مکرم نصیر احمد طارق صاحب، مکرم ناصر ندیم بٹ صاحب، مکرم موراماتس سعید صاحب، مکرم ہیروشی اکبر یکی گوچی صاحب اور مکرم سید طاہر احمد صاحب بھی حتی المقدور قربانی کرنے والے احباب میں شامل تھے۔

• مکرم مبشر احمد زاہد صاحب نے بطور صدر جماعت ٹوکیو اس تحریک کو مؤثر طریق سے ٹوکیو جماعت کے سامنے پیش کرنے میں غیرمعمولی کردار ادا کیا۔ انہوں نے ذاتی طور پر بھی ایک بڑی قربانی پیش کی اور ان کی اہلیہ مکرمہ حامدہ زرین صاحبہ زیورات پیش کرنے والی خواتین میں سرفہرست تھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جاپان کے احباب و خواتین کی ان قربانیوں پر نہایت مشفقانہ الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”جماعت احمدیہ جاپان نے اس کی خرید کے لئے بڑی مالی قربانیاں بھی دی ہیں اور مالی قربانیوں کا حق بھی ادا کیا ہے لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ حقیقی حق ادا ہوتا ہے جب ہم ان باتوں کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں جو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کرنے کے لئے کہی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 8؍ نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

مسجد کی تعمیر کے لئے احمدی خواتین کا بے مثال جذبۂ قربانی

مسجد بیت الاحد کی تعمیر میں احمدی خواتین اور بچیوں کی بے مثال قربانیاں بھی تاریخ احمدیت جاپان کا ایک زریں باب ہیں۔ خاکسار نے مئی 2013ء میں جلسہ سالانہ جاپان کے موقع پر جب یہ تحریک احمدی خواتین کے سامنے رکھی تو ان کی قربانیوں اور خدمت دین کا جذبہ نہایت قابل رشک تھا۔

تحریک کے ابتدائی چند ماہ میں احمدی خواتین نے ایک کلوگرام سے زیادہ وزن کے زیورات اللہ تعالیٰ کے گھر کے لئے پیش کر دیے اور مختلف وقتوں میں جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کئے گئے زیورات کا وزن اندازاً تین سے چار کلوگرام بنتا ہے۔

- مکرمہ حامدہ زریں صاحبہ اپنا گلوبند، ہار، کانٹے، ٹاپس اور 24 طلائی چوڑیاں مسجد کے لئے پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔ ان کی ہمشیرہ منزہ صاحبہ اور بیٹی نادیہ صاحبہ نے بھی اپنے زیورات کے سیٹ مسجد بیت الاحد کے لئے پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔
- مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ مرحومہ کچھ عرصہ قبل پاکستان سے تشریف لائی تھیں انہوں نے بیٹی کی شادی کے لئے تیار کروایا گیا زیورات کا سیٹ پیش کر دیا۔ مکرم اسماء صدف صاحبہ نے اپنی والدہ کی طرف سے ملنے والے نہایت عزیز کڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- مکرمہ سمیرا غضنفر صاحبہ کی شادی پر ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا انہوں نے زیورات کے تین سیٹ پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔ مکرمہ فائزہ رئیس صاحبہ نے اپنی شادی کا سیٹ اور مکرمہ رملہ رئیس صاحبہ نے لاکٹ اس قربانی کے لئے پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔
- مکرمہ فوزیہ طلعت ڈار صاحبہ ایک کنگن، ایک مکمل سیٹ اور تین انگوٹھیاں، ان کی بیٹیوں تہمینہ ڈار صاحبہ اور سینہ ڈار صاحبہ نے کانٹے اور پازیب مسجد فنڈ کی تحریک پیش کر دیے۔
- مکرمہ شازیہ مظفر صاحبہ نے ایک ہار، دو کانٹے اور چار چوڑیاں مسجد فنڈ کے لئے پیش کر کے اس قربانی میں حصہ لیا۔ مکرمہ شبانہ مقبول صاحبہ نے چار عدد طلائی چوڑیاں، مکرمہ راضیہ قیوم صاحبہ نے چار عدد طلائی چوڑیاں، مکرم درثمین صاحبہ نے دو عدد طلائی چوڑیاں پیش کر دیں۔
- مکرمہ ثمرہ عارف صاحبہ نے لاکٹ، انگوٹھی اور کانٹے، مکرمہ سائرہ شوکت صاحبہ نے چھ چوڑیاں، جھمکے اور انگوٹھی۔ مکرمہ مائدہ ناصر صاحبہ نے ٹاپس اور مکرمہ ثمینہ جنود صاحبہ نے دو کانٹے اور ایک عدد گانی مسجد فنڈ میں پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں حصہ لیا۔

سابقہ ادوار میں مسجد کی تحریک پر زیورات پیش کر کے قربانی کرنی والی احمدی بہنوں میں مکرمہ سمیرا حامد صاحبہ، مکرمہ امت الودود صاحبہ، مکرمہ طاہرہ افتخار صاحبہ اور مکرم روبینہ نصرت صاحبہ نے اپنے تقریباً تمام زیورات اللہ تعالیٰ کے گھر کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس قربانی کے علاوہ احمدی بہنوں نے نقدی کی صورت میں بھی بڑی قربانی پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔ بعض بچیوں نے اپنے جیب خرچ اور بعض نے بڑے شوق سے جمع کی گئی غیر ملکی کرنسی مسجد بیت الاحد کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان قربانیوں کا ذکر خیر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

’’بہر حال جب آپ کو توجہ دلائی گئی کہ نیا مرکز خریدیں تو جیسا کہ پہلے میں ذکر کر چکا ہوں، جماعت جاپان نے مالی قربانیاں کیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ خرید لی۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اللہ کے فضل سے بڑی قربانی کی ہے، اس لحاظ سے بہت سے لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں ادا کی ہیں۔ بچوں نے اپنے جیب خرچ ادا کئے، عورتوں نے اپنے زیور ادا کئے اور بعض نے اپنے پاکستان میں گھر بیچ کر رقمیں ادا کیں یا کوئی جائیداد بیچ کر رقم ادا کی۔ بعض نے اپنے قیمتی اور عزیز زیور، پرانے بزرگوں سے ملے ہوئے زیور، بیچ کر مسجد کے لئے قیمت ادا کی۔ غرض کہ مالی قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانی کرنے کی آپ نے کوشش کی اور پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سب مالی قربانیاں قبول فرمائے اور آپ لوگوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 8/ نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے مسجد کے لئے جگہ کی خرید اور تعمیر تک کے تمام مراحل بخیریت مکمل ہوئے۔ مورخہ 6/ جون 2013ء کو مسجد بیت الاحد کی جگہ کی خرید کا معاہدہ عمل میں آیا۔ لیکن یہ معاہدہ اس بات سے مشروط تھا کہ اگر اس جگہ کی بطور مسجد استعمال کی اجازت مل گئی تو معاہدہ پر عمل درآمد ہو گا ورنہ فریقین معاہدہ منسوخ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے نومبر میں اجازت نامہ موصول ہونے کی اطلاع بذریعہ فون موصول ہوئی اور 5/ دسمبر 2013ء کو تحریری طور پر اطلاع موصول ہوئی۔ مسجد کی جگہ کی خرید کی اطلاع سیدنا حضور انور کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے مشفقانہ دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا:

آپ کی فیکس محررہ 20/ دسمبر 2013ء مل گئی ہے کہ ’’مسجد بیت الاحد‘‘ جاپان کی رقم کی ادائیگی، انتقال اور Handover کی کارروائی مکمل ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ۔ اللہ تعالیٰ کرے اس مسجد کے ذریعہ جاپان میں اسلام کی تبلیغ کی راہیں کھلیں اور یہ مسجد عبادت گزاروں سے بھر جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جماعت کی ترقی اور مضبوطی کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

(مکتوب حضور انور 31.12.2013)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاحد کی تعمیر کے لئے احباب جماعت احمدیہ جاپان کی قربانیوں کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’مسجد بیت الاحد کے لئے بعض بڑی مالی قربانی کے واقعات بھی ہوئے ہیں۔ جب مسجد بنانے کی تحریک کی گئی تو ایک احمدی بھائی کہتے ہیں کہ جب ان کو محصّل نے یا سیکرٹری مال نے، جس نے بھی تحریک کی تو یہ احمدی ان کو اپنے ساتھ لے گئے کہ میرے ساتھ گھر چلیں اور جو کچھ ہے میں پیش کر دیتا ہوں۔ ان کی اہلیہ جاپانی ہیں۔ جب وہ گئے اور چندے کا بتایا تو انہوں نے مختلف ڈبے لا کے سامنے رکھ دئے اور جب ان میں سے رقمیں نکالی گئیں یا دیکھا گیا تو یہ ساری چیزیں تقریباً دس ہزار ڈالر مالیت کی تھیں۔ اسی طرح صدر صاحب جاپان نے یہ بھی لکھا کہ بعض احباب کے حالات سے ہمیں آگاہی تھی کہ وہ زیادہ آسودہ حال نہیں ہیں لیکن انہوں نے اپنے اخراجات کو محدود کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے قربانی کی سعادت حاصل کی اور ایک وقت میں انہوں نے جو رقم دینی تھی اس میں دو اڑھائی لاکھ ڈالر کی کمی آ رہی تھی لیکن احباب نے بڑی قربانی کر کے تکلیف اٹھا کر یہ رقم ادا کی۔ جو پہلے دے چکے تھے انہوں نے بھی پوری کوشش کی اور جو کچھ میسر تھا لا کے پیش کر دیا اور اس طرح تقریباً سات لاکھ ڈالر جمع ہو گئے۔ ایک نوجوان طالبعلم پارٹ ٹائم جاب کر رہے ہیں۔ اسّی ہزار یَن ان کو تنخواہ ملتی ہے۔ اس میں سے ہر مہینے پچاس ہزار یَن مسجد کے لئے ابھی تک پیش کرنے کی توفیق پا رہے ہیں یا جب تک رپورٹ تھی اس وقت تک دیتے رہے۔ احمدی بچے بڑی قربانیاں کرنے والے ہیں۔ اپنی جیب خرچ لا کر مسجد کے لئے چندہ پیش کرتے رہے اور بچوں میں سب سے زیادہ قربانی ایک بچی نے کی ہے جس نے مختلف کرنسیوں کی صورت میں مختلف وقتوں میں جو اس کو تحفے تحائف اپنے بڑوں سے ملتے رہے وہ دیئے اور اس طرح جو رقم اس نے جمع کی ہوئی تھی وہ جمع کی گئی تو نو ہزار ڈالر کے قریب رقم بنی جو اس نے پیش کر دی۔ احمدی خواتین نے بڑی قربانیاں کیں۔ اپنے زیور پیش کر دئے اور ایک خاتون نے تو اپنی چوبیس چوڑیاں پیش کر دیں۔ پھر ایک اور ہیں انہوں نے اپنے زیورات جو ان کی والدہ کی طرف سے ملے تھے وہ دے دئے۔ ایک خاتون جو پاکستان سے آئی ہیں انہوں نے اپنے زیور کا نیا سیٹ مسجد کے لئے پیش کر دیا جو انہوں نے جنوری میں ہی اپنی بیٹی کی شادی کے لئے خریدا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والوں کو اپنی جناب سے بے انتہا نوازے۔ ان کے اموال میں برکت دے۔ ان کے نفوس میں برکت دے۔ انہیں ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے اور ان سب کو اس مسجد کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ یہ مسجد جہاں ان کی عبادت کے معیار بلند کرے وہاں یہ آپس میں محبت پیار میں بھی بڑھنے والے ہوں اور اس محبت اور پیار کو دیکھ کر دوسروں کی بھی اس طرف توجہ پیدا ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 8/ نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

مسجد کی جگہ کی خرید کے بعد وقارِ عمل

مسجد بیت الاحد کے لئے عمارت کی خرید کے بعد بطور مسجد استعمال سے قبل بڑے پیمانے پر وقار عمل کی ضرورت تھی۔ صدر جماعت ناگویا مکرم ظفر احمد ظفری صاحب اور نگران مسجد کمیٹی مکرم مرزا حامد بیگ صاحب نے شبانہ روز محنت کر کے نہایت جانفشانی سے اس کام کو انجام دیا۔ مکرم عدیل احمد صاحب، مکرم عبداللہ ایوب صاحب، مکرم غضنفر پرویز صاحب، مکرم مظفر احمد قادیانی صاحب اور دیگر احباب جماعت ناگویا کی اس خدمت کے ذریعہ کم از کم پچاس لاکھ ین کی رقم بچائی گئی۔

مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب، مکرمہ امۃ الودود صاحبہ، مکرمہ روبینہ ناصر صاحب اور مکرمہ مائدہ ناصر صاحبہ نے بھی نہایت بے لوث جذبہ کے ساتھ وقار عمل میں حصہ لیا اور عمارت کے مختلف حصوں کی توڑ پھوڑ کے بعد بسا اوقات رات گئے تک ملبہ کو سنبھالنے کی خدمت انجام دیتے رہے۔

رجسٹریشن اور قانونی مراحل

جگہ کی خرید کے بعد بطور مسجد رجسٹریشن اور اجازت نامہ کا مشکل مرحلہ درپیش تھا۔ اس خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مکرم Akio Najima صاحب اور مکرم Ito Hiroshi صاحب کو وسیلہ بنایا۔ مکرم مقبول شاد صاحب اس کام کی نگرانی کے لئے مقرر تھے۔ انہوں نے غیر معمولی محنت اور توجہ سے یہ خدمت انجام دی اور اس خدمت کی بدولت اجازت نامہ کا حصول جلد ممکن ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسجد کی تعمیر میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ تو وکلاء نے مسجد کمیٹی کو مشورہ دیا کہ یہاں کام بہت مشکل معلوم ہوتا ہے اور جماعت رجسٹرڈ نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کے نام انتقال اور دیگر مسائل کا سامنا آ سکتا ہے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس معاہدے سے دستبردار ہو جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے راستے کی یہ ساری روکیں جو تھیں وہ ہٹا دیں۔ لوکل لوگوں کی طرف سے مسائل

بقیہ صفحہ 15 پر

محمد سالک۔میانمار

میانمار میں پہلی مسجد

جب دوسری جنگ عظیم کے بعد برما کوئی باقاعدہ مسجد نہیں تھی تو مکرم پیر محمد صاحب کے اہلیہ محترمہ نے ایک قطعہ زمین وقف کیا تو وہاں کچا مکان بنا کر بطورِ نماز سنٹر جمعہ یا کوئی جلسہ وغیرہ تقریبات کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔فوجی حکومت کے وقت وہاں نماز یا کسی دینی تقریبات کے

لئے استعمال سے منع کر دیا گیا۔

جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیرونی ممالک کے لئے سلسلہ کے مبلغ بھجوانے کا انتظام فرمایا تو برما میں مختلف اوقات میں مبلغین آتے جاتے رہے۔ 1953ء میں مجاہد تحریکِ جدید مکرم سید منیر احمد صاحب باہری مبلغ سلسلہ مقرر ہوئے اور دوران قیام 1956ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی منظوری سے باقاعدہ مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر کرنے کے لئے قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی۔ بعدازاں مکرم چوہدری منیر احمد صاحب عارف مبلغ سلسلہ مقرر ہوئے۔ 1958ء میں تعمیر کا کام شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 1960ء میں مسجد اور مشن ہاؤس اور لجنہ ہال کا تین منزلہ عمارت تیار ہوگئی۔ پانچ وقت نمازیں باقاعدہ ادا کرنے کے علاوہ جماعتی تقریبات جلسہ سالانہ اجتماع وغیرہ بھی آزادانہ انعقاد کی توفیق پا رہے ہیں۔ یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دعاؤں کی برکات ہیں جو مشکل حالات اور تنگ دستی میں بالکل عین شہر کے اندر تعمیر کی توفیق ملی۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دعائیہ کلمات لوگوں کے سامنے ہمیشہ نظر آنے کے لئے جاری رکھنے کا ذریعہ بنائے۔ دعائیہ کلمات درجِ ذیل ہے:

’’اللہ تعالیٰ اِس مسجد کو اپنے نام اور ذکر کے بلند کرنے اور جاری رکھنے کا ذریعہ بنائے اور شرک کو اس کے ذریعہ سے مٹائے اور اس میں قانتوں اور طائفین اور ذاکرین کی جماعت ہمیشہ دین کی خدمت کے لئے مستعد بیٹھی رہا کرے۔‘‘

شمس الدین مالاباری۔مشنری انچارج

جامع سیدنا محمود الکبابیر حیفا

مسجد سیدنا محمود کا بنیادی پتھر 3/اپریل 1931ء کو حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے رکھا تھا۔ آپؓ بنفس نفیس احباب جماعت کے ساتھ مسجد کے کاموں میں لگے رہے۔ مقامی احباب جماعت نے بڑے حوصلہ کے ساتھ اپنی طاقت کے مطابق اس مسجد کے لئے قربانی کی۔ پھر 3/دسمبر 1933ء کو اس کا افتتاح حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے فرمایا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بلاد عربیہ میں بنائی جانے والی یہ پہلی مسجد ہے۔ اس مسجد کا نام حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منسوب ’’جامع سیدنا محمود‘‘ رکھا گیا جو کرمل پہاڑ کے اوپر سمندر سے قریب واقع ہے۔

ابتدائی مسجد میں تقریبا 12 میٹر مربع نماز کی ادائیگی کے لئے مخصوص تھی۔ اس میں شمال کی جانب سے مردوں کے لیے ایک مرکزی دروازہ اور شمال مشرقی جانب سے خواتین کے لیے بھی ایک چھوٹا سا اندرونی دروازہ تھا جہاں سے لکڑی سے بنے ایک گودام میں داخل ہوتے تھے جو پانچ میٹر لمبا اور چوڑا ہوتا ہے اور یہ خواتین کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ تھی۔

شمال کی طرف سے مسجد کے سامنے صحن تھا، جو تقریباً دس میٹر لمبا اور پانچ میٹر چوڑا تھا۔مسجد کے صحن کے نیچے بارش کے پانی کے دو کنویں تھے جو مسجد کے مکینوں کے لیے وضو وغیرہ کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ صحن کے آخر میں مغربی جانب ایک کمرہ تھا جسے مبلغین کرام دفتر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

مسجد کے نچلے حصے میں تین کمرے بنائے گئے تھے، دو میں مبلغین اور ان کے اہل خانہ کی رہائش تھی اور تیسرا پرنٹنگ پریس کے لیے تھا۔ دفتر کے نیچے مہمانوں اور باہر کے کارکنوں کے لیے ایک کمرہ بھی تھا۔

1979ء کے بعد اس مسجد کی توسیع جدید عمارت کی صورت میں ہوئی اور توسیع کے بعد اس مسجد کے دو بلند مینارے بنائے گئے جو تل ابیب حیفا مین سڑک پر بہت دور سے نظر آتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہماری موجودہ مسجد اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے بھی پورے ملک میں بے نظیر ہے۔ یہاں کثرت سے زائرین تشریف لاتے ہیں اور اسلام احمدیت کا تعارف حاصل کرتے ہیں نیز اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ ہم اس خوبصورت مقام پر آ کر خوبصورت مسجد میں حقیقی اسلام کی خوبصورتی پائی ہے۔

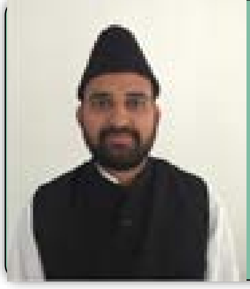

جاوید رحیم۔ مبلغ سلسلہ سری لنکا

سری لنکا جماعت کی پہلی مسجد

1923ء میں نیگومبو کی جگہ پر 10 ممبران کی جماعت شروع ہوئی۔ کولمبو سے یہ شہر 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اِن 10 ممبران سے مکرم وائی ایل عبدالرحمن صاحب اور مکرم ایس جمال الدین صاحب نمایاں ممبرز تھے۔

1932ء میں ایک مسجد تعمیر کی گئی اور ساتھ ہی احمدیوں کیلئے علیحدہ طور پر تدفین کی جگہ بھی تیار کی گئی۔ 1955ء میں مسجد کی توسیع کیلئے ساتھ والی ایک ایکڑ کی زمین خریدی گئی۔ یہ 1962ء میں مکمل کیا گیا۔جس کا افتتاح امیر مکرم ایم ایم عبدالقادر صاحب نے کیا تھا۔

1978ء میں نیگومبو میں ہماری جماعت کے خلاف مہم چلائی گئی۔ یہ مہم وزارت مسلم مذہبی اور ثقافتی امور نے اپوزیشن کی قیادت میں کی۔جس کی وجہ سے مسجد پر حملہ ہوا اور کچھ احمدی احباب کے گھر بھی جلا دیے گئے۔غیر احمدی علمائے کرام کی طرف سے تیار کردہ احمدیوں کا بائیکاٹ بھی کیا گیا۔ 1979ء میں مکرم رشید احمد صاحب کو مخالفین نے شہید کیا۔ نیز 2006ء میں مسجد خادم مکرم عبداللہ نیاز احمد صاحب ماہ رمضان میں نمازِ تہجد کیلئے جب مسجد جارہے تھے، اِن کو بھی شہید کیا گیا۔ 2007ء میں ایک جمعہ کے دن

مولویوں کے اکسانے پر قریباً 500 غیر احمدیوں نے مسجد پر قبضہ کیا اور اپنا جمعہ پڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی روز پولیس والوں نے اِن سب کو مسجد کے احاطہ سے باہر نکال دیا۔

یہ مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی قائم ہے اور پنج وقتہ نماز کی ادئیگی بھی ہوتی ہے۔

طلحہ علی۔ مبلغ سلسلہ فلپائن

فلپائن میں پہلی مسجد

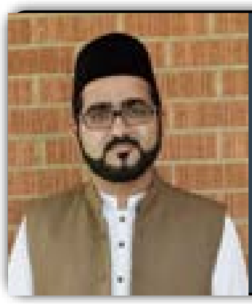

فلپائن جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے اور یہ ملک سات ہزار سے زائد جزیروں کا مجموعہ ہے۔ مذہب کے لحاظ سے 90 فی صد آبادی رومن کیتھولک ہے اور اس لحاظ سے ایشیا کا واحد رومن کیتھولک ملک ہے۔ 1565ء سے لے کر تین سے زائد صدیوں تک فلپائن پر سپین کا قبضہ رہا اور 1898ء میں اسپین سے امریکہ کے قبضہ میں آیا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد 1946ء میں اسے آزادی ملی۔ ہسپانوی نو آبادیاتی دور سے قبل موجودہ فلپائن میں مختلف حکومتیں قائم تھیں جن میں سے کئی سلطنتیں مسلمان تھیں۔ فلپائن میں اسلام عرب تاجروں کے ذریعہ آیا اور جلد ہی تقریباً تمام علاقوں میں پھیل گیا اور کئی اسلامی سلطنتیں قائم ہوگئیں۔ عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ 1380ء میں ملائشیا میں پیدا ہونے والے ایک عرب تاجر سمیونول نامی جزیرہ میں وارد ہوئے اور اس علاقہ کے مقامی راجہ کو تبلیغ کے ذریعہ مسلمان کیا اور ان کی بیٹی سے شادی کی اور اس طرح پہلی مسلمان سلطنت کا قیام عمل میں آیا۔

فلپائن میں احمدیت کا باقاعدہ آغاز جنوری 1955ء میں ہوا جب مکرم حاجی محمد ایبا صاحب نے جماعت سے ملنے والے لٹریچر کے ذریعہ بورنیو احمدیہ مشن سے رابطہ کر کے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ گو اس سے پہلے بھی چند بیعتوں کا ذکر ملتا ہے مگر ان کے کوائف موجود نہیں اور نہ ہی ان سے رابطہ بحال رہ سکا۔ مکرم حاجی محمد ایبا صاحب محض پہلے احمدی ہی نہیں بلکہ ایک کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے اسکول سپرنٹنڈنٹ تھے اور آپ کی کوششوں سے مختلف علاقوں میں کئی اساتذہ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ کے آبائی علاقے کا موجودہ نام ماپون ہے گو آپ کام کے سلسلہ میں سمیونول میں بھی مقیم رہے اور وہاں بھی جماعت قائم کی۔ مبلغین سلسلہ کی غیر موجودگی میں آپ ہی جماعت کے نیشنل صدر کے علاوہ تبلیغی فرائض بھی سر انجام دیتے رہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

فلپائن میں پہلی مسجد 1984ء (اور بعض روایات کے مطابق 1982ء) میں ماپون نامی جزیرہ میں تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کا نام مسجد بیت الاحد ہے۔ فلپائن میں احمدیت کا نفوذ بھی اسی جزیرہ سے ہوا تھا۔ یہ جزیرہ پہلے کا گیان دے سولو پھر کا گیان دے تاوی تاوی (Cagayan De Sulu/ Tawi-Tawi) اور بعد ازاں ماپون نے نام سے موسوم ہے۔ یہ جزیرہ ایک لحاظ سے بالکل الگ ہے اور فلپائن کے دیگر جزیروں کی نسبت ملائشیا کے زیادہ قریب واقع ہے۔ 1980ء کی دہائی میں اس جزیرہ کی آبادی بیس ہزار افراد پر مشتمل تھی اور آج بھی وہاں کی آبادی تقریباً تیس ہزار تک ہی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ مکرم حاجی ایبا صاحب کا آبائی گھر یہی جزیرہ ہے، مسجد کی تعمیر کے لئے انہوں نے اپنی زمین جماعت کو ہبہ کی۔ مسجد کی تعمیر کے لئے مٹیریل بھی احباب جماعت کی طرف سے دیا گیا۔ حاجی حبیب الرحمان صاحب (یہ بزرگ حیات ہیں گو ادھیڑ عمر کے باعث حافظہ و قویٰ ساتھ چھوڑ گئے ہیں، ان کے لئے دعا کی درخواست ہے) نے تعمیر کے لئے لکڑی (Lumber) فراہم کی۔ اس کے علاوہ باقی دوستوں نے بھی حسب توفیق قربانی کی توفیق پائی۔ باقی رہ جانے والا مٹیریل بھی مکرم حاجی محمد ایبا صاحب نے فراہم کیا۔ مسجد کی تعمیر کا کام وقارعمل کے ذریعہ ہوا۔ اس میں تمام احباب جماعت نے شرکت کی مگر خاص طور پر ایسونگ برادران، مکرم رِک ایسونگ، آہیرون ایسونگ اور اسنیراجی ایسونگ (Rick Esong, Ahiron Esong,Isniraji Esong) سرفہرست ہیں۔ مسجد کا علاقہ ساحل سمندر پر واقع ہے اور اس جگہ پر پہلے مینگرو و کے درخت تھے جنہیں صاف کر کے وقارعمل کے ذریعہ پتھر ڈالے گئے اور ان پر مسجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً مسجد کی تزئین و آرائش کے علاوہ مرمت کا کام بھی ہوتا رہا۔ آخری بار 2019ء میں رنگ و روغن کے علاوہ مزید پتھر ڈالنے کا کام ہوا تھا۔ اس سال، ان شاء اللہ، مسجد کی چھت کی مرمّت کی جائے گی۔ الحمد للہ، اس پہلی مسجد کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو فلپائن میں 5 مزید مساجد کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ علی ذالك۔

بقیہ: تاریخ مسجد بیت الاحد جاپان...... از صفحہ 13

از صفحہ 13

پیدا ہونے کا یا اعتراض آنے کا خدشہ تھا۔ کیونکہ یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس شہر میں یہ پہلی مسجد ہے لیکن لوکل لوگوں کے ساتھ جب میٹنگز کی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں کو بھی ایسا انشراح عطا کر دیا کہ انہوں نے فوراً اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ بعض ان میں سے اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے موجود بھی ہوں گے۔ یہ تمام باتیں یہاں کے رہنے والے احمدیوں کے لئے ایمان اور یقین میں اضافے کا باعث ہونی چاہئیں اور مَیں پھر دوبارہ کہوں گا کہ انہیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

مسجد کا نقشہ اور ڈیزائن

مکرم سرمد ہاشمی صاحب اور ان کے ساتھ مکرمہ Tamiya صاحبہ اس خدمت کے لئے مقرر تھیں۔ مکرم سرمد ہاشمی صاحب نے اس خدمت کے لئے ٹوکیو سے ناگویا تک کے متعدد سفر کر کے مسجد کی پیمائشیں وغیرہ کنفرم کیں اور مسجد کو موجودہ صورت میں خوبصورت ڈیزائن میں ڈھالا۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاحد کے کوائف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’مسجد کے بعض کوائف بھی مَیں پیش کر دیتا ہوں۔ مسجد کی زمین کا کُل رقبہ 1000 مربع میٹر ہے۔ دو منزلہ عمارت ہے۔ جیسا کہ یہاں آنے والوں نے تو دیکھ لیا، دنیا والوں کو بتادوں کہ یہ علاقے کی مین سڑک کے بالکل اوپر ہے۔ یہ سڑک جو ہے علاقے کی ساری بڑی سڑکوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ ہائی وے کے ایگزٹ (exit) کے بہت قریب ہے بلکہ اسے دو ہائی ویز (highways) لگتی ہیں۔ قریب ہی ریلوے اسٹیشن موجود ہے۔ اس ریلوے اسٹیشن سے Nagoya کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ تک سیدھی ٹرین جاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس میں بڑی سہولتیں ہیں۔ مسجد کا نام بیت الاحد میں نے رکھا تھا۔ یہاں تبرک کے لئے مسجد مبارک قادیان اور دارالمسیح کی اینٹیں بھی نصب ہیں۔ عمارت کی پہلی منزل پر مسجد کا مین ہال ہے۔ یہ ہال جس میں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں پانچ سو سے زائد نمازیوں کی گنجائش موجود ہے اور اوپر کی منزل میں لجنہ ہال ہے اور صحن ہے۔ وہاں چھوٹی سی سائبان لگا کر کچھ فنکشن بھی کئے جا سکتے ہیں اور اس کو شامل کر لیا جائے تو سات آٹھ سو نمازی ایک وقت میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ دوسری منزل پر دفتر بھی ہے۔ چھوٹی سی لائبریری ہے۔ لجنہ ہال ہے۔ مربی ہاؤس ہے۔ گیسٹ رومز ہیں اور اس مسجد کی عمارت خریدی گئی تھی لیکن بعد میں اس میں تبدیلیاں کی گئیں۔ اس کی وجہ سے اس کو مسجد کا رنگ دینے کے لئے چاروں کونوں پہ منارے بھی تعمیر کئے گئے اور گنبد بھی بنایا گیا اور یہ سڑک پر ہونے کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کھینچنے کا بڑا مرکز بنا ہوا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

سنگ بنیاد کی تقریب اور دعاؤں سے تعمیر کا آغاز

مسجد بیت الاحد کی تعمیر مؤرخہ 25/ اکتوبر 2014ء کو شروع ہوئی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا محمود صاحب انچارج سنٹرل آڈٹ آفس لندن مؤرخہ 10/ دسمبر 2014ء کو مسجد کے کام کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مسجد بیت الاحد کے محراب میں مسجد مبارک قادیان اور دارلمسیح کی اینٹیں نصب کر کے باقاعدہ سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی۔

مسجد بیت الاحد جاپان کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے مؤرخہ 11/ نومبر 2015ء کو مسجد بیت الاحد جاپان کی تعمیر کا کام مکمل ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد کے افتتاح کے موقعے پر خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آج جماعت احمدیہ جاپان کو اپنی پہلی مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپ لوگ اس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں جو مسجد بنانے کا مقصد ہے۔‘‘

نیز آپ نے مسجد کی تعمیر پر آنے والی لاگت کے کوائف پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’اس کی خرید اور تعمیر وغیرہ پر کُل تقریباً تیرہ کروڑ اٹھتر لاکھ یَن (137800000Yen) کی رقم خرچ ہوئی ہے۔ یہ تقریباً کوئی بارہ لاکھ ڈالر کے قریب بن جاتی ہے۔ اس میں سے تقریباً نصف سے کچھ کم تو مرکز کی گرانٹ تھی یا مدد تھی۔ باقی لوگوں نے، یہاں کی جماعت چھوٹی سی ہے، بڑی قربانی کر کے اس مسجد کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

’’یہ مسجد نہ صرف جاپان بلکہ جو شمال مشرقی ایشیائی ممالک چین، کوریا، ہانگ کانگ، تائیوان وغیرہ ہیں، ان میں جماعت کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو باقی جگہوں میں بھی راستے کھولنے کا ذریعہ بنائے اور وہاں بھی جماعتیں ترقی کریں اور مسجدیں بنانے والی ہوں۔

ہر احمدی اس حقیقت کو پھیلانے والا بھی ہو کہ اسلام محبت اور سلامتی کا مذہب ہے اور ہماری مساجد اس کا symbol ہیں تا کہ اس قوم میں اسلام کا حقیقی پیغام پھیلانے کے راستے وسیع تر ہوتے چلے جائیں اور یہ قوم بھی ان خوش قسمتوں میں شامل ہو جائے جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والی اور محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھنے والی ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

فواد احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن ملائیشیا

ملائیشیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

مسجد بیت السلام کو جماعت احمدیہ ملائیشیا کی سب سے پہلی مسجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ مسجد کیمپونگ ناکھوڈا، سنگائی توآ کے علاقے باتو کیوز سیلنگور میں واقع ہے۔ اس مسجد کو اس وقت جماعت احمدیہ ملائیشیا کے نیشنل مرکز کی حیثیت بھی حاصل ہے۔ 1956ء میں جب محترم محمد زین صاحب مرحوم نے کیمپونگ بہارو میں اپنے پڑوسی محترم احمد نادی صاحب کی تبلیغ سے متاثر ہوکر احمدیت کو قبول کیا تو اُس وقت ان کو کیمپونگ بہارو میں مقامی لوگوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد اُن دونوں نے کیمپونگ بہارو میں سرگرمی سے تبلیغ شروع کی جس کی وجہ سے اُنہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ دونوں احمدی کیمپونگ بہارو میں ریسٹورنٹ کا کاروبار کرتے تھے۔ مقامی لوگوں کی طرف سے اُن کی ان تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں اُن پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے کہ وہ اپنے تیار کردہ کھانے میں سؤر کی ہڈیوں اور خون کو کھانے میں ذائقے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ جب اُن کے الزامات کام نہ آئے تو انہوں نے گٹر کا پانی جس میں فضلہ بھی شامل تھا کی سات بالٹیاں بھر کر محترم احمد نادی صاحب کے ریسٹورنٹ اور پھر محترم محمد زین صاحب کے گھر کے صحن میں چھڑک دیئے۔ جب اس سے بھی کچھ نہ بنا تو پھر اُن کے مالک مکان کو مقامی لوگوں نے دھمکی دی کہ وہ انہیں دوبارہ مکان کرایہ پر نہ دیں اور انہوں نے احمدیوں کو کیمپونگ بہارو سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی۔ آخر کار تمام احمدی خاندان وہاں سے نقل مکانی کر کے کیمپونگ داتوک کرامت میں ایک نئی بستی میں رہائش پذیر ہوگئے۔ کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد وہاں کے مقامی لوگوں نے اسٹیٹ کے چیف منسٹر سے وہاں احمدیوں کے آباد ہونے کی شکایت کی چنانچہ چیف منسٹر نے وہاں کے احمدیوں کے مکانات کو گرانے کا نوٹس جاری کر دیا۔ اس صورتحال کی وجہ سے جماعت کے تمام احمدی احباب کو عارضی طور پر جالن گومبک میں منتقل ہونا پڑا۔ حالات کے پیش نظر اُس وقت محترم محمد زین صاحب مرحوم ضلعی افسر سے ملنے گئے جو ایک انگریز افسر تھا۔ ضلعی افسر نے اُنہیں سنگائی توآ میں ایک بستی قائم کرنے کی اجازت دے دی اور محترم محمد زین صاحب کو جن جنگ (Jinjang) میں ایک ملائیشین افسر سے ملنے کو کہا۔ جب جن جنگ (Jinjang) میں اُس افسر سے ملاقات ہوئی تو اُس افسر کو معلوم ہوا کہ محترم محمد زین صاحب تو ایک احمدی مسلمان ہیں تو وہ اُنہیں سنگائی توآ میں واقع ایک جگہ پر لے گیا اور وادی میں دریا کے قریب زمین کی الاٹمنٹ کی جو مکان بنانے کے لیے موزوں نہ تھی۔ جب محترم محمد زین صاحب نے کہا کہ یہ جگہ مناسب نہیں ہے تو اُس افسر نے جواب دیا کہ اگر آپ کو یہ جگہ پسند نہیں ہے تو آپ کو یہاں مکان بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے محترم محمد زین صاحب نے دوبارہ انگریز ضلعی افسر سے ملاقات کی اور اس مسئلے کی شکایت کی۔ ضلعی افسر بہت ناراض ہوا اور محترم محمد زین صاحب کو واپس جن جنگ لے گیا تا کہ اُس متعصب ملائی افسر سے ملاقات کر سکے۔ اُس متعصب ملائی افسر سے مل کر انگریز ضلعی افسر نے محترم محمد زین صاحب اور دوسرے احمدی مسلمان دوستوں کو ایک اچھا اور موزوں علاقہ دینے کا حکم دیا۔ آخر کار اُس متعصب ملائی افسر کو اپنے باس کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی اور یوں جماعت احمدیہ کو کیمپونگ ناکھوڈا کا علاقہ آباد کرنے کا موقعہ ملا۔ محترم محمد یوسف عمر صاحب نے اپنی زمین پر لکڑی اور اینٹوں کی مدد سے دو منزلہ عمارت مشن ہاؤس اور مسجد کے طور پر بنانے کی توفیق پائی جو کہ 1964ء کے آغاز میں مکمل ہوئی۔ بعد میں اسے مزید خوبصورت مسجد بنانے کی غرض سے اُس عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔ 1989ء میں نئی عمارت کی تعمیر مکمل ہوئی۔ تعمیر کی تکمیل کے بعد اسے بیت السلام مسجد کا نام دیا گیا جو آج بھی شان و شوکت سے اپنی جگہ موجود ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

عطاء القدوس۔ نمائندہ الفضل آن لائن سنگاپور

مسجد ’’طٰہٰ‘‘ سنگاپور

سنگاپور میں پہلی احمدیہ مسجد زمین کے ایک ایسے ٹکڑے پر بنائی گئی تھی جسے سنگاپور کے پہلے مشنری محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب نے خریدا تھا۔ یہ زمین جو 1,900 مربع فٹ ہے اسے فروری 1947ء میں خریدا گیا تھا۔ اس وقت جماعت کا مشن ہاؤس 111 اونان روڈ پر واقع ایک دکان کے ساتھ کی رہائش میں تھا اور جو زمین خریدی گئی تھی وہ 116 اونان روڈ پر تھی جو مشن ہاؤس کے سامنے واقع تھی۔

جب جماعت نے پہلی بار 116 اونان روڈ پر زمین خریدی تو وہاں پہلے سے ایک عمارت موجود تھی جو پہلے پہلے اسکول کی عمارت کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

اس مخصوص عمارت کو مسجد کے طور پر استعمال کے لئے از سر نو مرمت کیا گیا۔

1958ء - 1962ء کے درمیانی عرصے میں ایک طوفان نے مسجد کی عمارت کو کافی نقصان پہنچایا۔ یہ مولوی محمد صدیق صاحب کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی جو اس وقت یہاں مشنری تھے۔

جماعت نے اس وقت میں اسی زمین پر ایک نئی عمارت تعمیر کی جو سنگاپور میں بننے والی سب سے پہلی احمدیہ مسجد بنی جسے مسجد احمدیہ سنگاپور کہا جاتا تھا۔

نئی مسجد کی حتمی ڈرائنگ پر کام شروع کر دیا گیا اور جب مسجد کی نئی عمارت کا ڈیزائن مکمل ہوگیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ نے 9/ستمبر 1983ء کو مسجد کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس نئی مسجد کی عمارت کی تعمیر 1985ء میں شروع ہوئی پہلی مسجد کو گرا کر اسی جگہ پر نئی مسجد تعمیر کی گئی جو 1986ء کے آخر میں مکمل ہوئی۔

مسجد طٰہٰ کا نام نئی مسجد کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ جب وہ جماعت احمدیہ کی 100 سالہ تقاریب کے سلسلے میں 1989ء میں دوبارہ سنگاپور تشریف لائے تھے۔

اس کے بعد مسجد میں مشن ہاؤس کی عمارت کا اضافہ کیا گیا جسے 2008ء میں خلافت احمدیہ کے صد سالہ منصوبے کے طور پر مکمل کیا گیا۔

اس کے علاوہ 2018ء میں اس مسجد سے منسلک مشن ہاؤس کی عمارت کی تیسری منزل کے ساتھ توسیع کر دی گئی۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

الفضل کے تیسرے یوم تاسیس پر خطوط

قسط 3

- **مکرمہ فوزیہ گل۔انڈیا سے لکھتی ہیں:**

آپ کی جانب سے موصول ہونے والے محبت بھرے پیغام کا بہت بہت شکریہ۔آپ کے اداریے بھی ہم سب کے لیےمشعل راہ ہوتے ہیں۔آپ کی بات بالکل درست ہے کہ یہ اخبار ہر قاری کے دل میں جگہ بنا چکا ہے اور یقیناً یہ قافلہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کی قبولیت کی طرف رواں دواں ہے۔اس اخبار کی مدد سے میں اپنی ان ساتھیوں کے لیے بھی دعا کروانا چاہتی ہوں جن تک مجھے پہلی بار احمدیت کا پیغام پہنچانے کی سعادت ملی۔سردست انہوں نے اسے قبول نہیں کیا مگر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد ان سب کے بھی اس قافلہ میں شامل ہونے کے سامان کرے تاکہ ان کے دلوں کو بھی تسکین ملے۔آمین

الفضل آن لائن کے تین سال مکمل ہونے اور چوتھے سال کے آغاز پر پیارے حضور پرنور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو، آپ اور آپ کے تمام ٹیم ممبرز کو اور تمام قارئین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد۔اللہ کرے کہ آنے والے سال میں ہم سب پہلے سے بڑھ کر فریضۂ تبلیغ کو انجام دینے والے ہوں اور الفضل کی مدد سے حقیقی اسلام کو سعید روحوں تک پہنچانے والے ہوں۔آمین

آپ کی ہدایت کے مطابق الفضل کا شمارہ روزانہ 75 لوگوں کو بھیج دیتے ہیں۔اب ان شاءاللہ 100 کی تعداد تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ان شاءاللہ مضامین لکھنے اور لوگوں سے لکھوانے کی طرف بھی توجہ کریں گے۔

- **مکرم آر آر قریشی لکھتے ہیں:**

’’الفضل کی اہمیت افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب‘‘اداریہ پڑھنے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔آپ اور آپ کے سلطان نصیر کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ہر پڑھنے والے کے لیے معاون و مددگار ثابت ہو۔تبصروں میں خاکسار کا بھی تبصرہ کتاب کی زینت بنا پڑھ کر خوشی ہوئی۔آپ کی طرف سے موصول ہونے والی پی ڈی ایف کو سب سے پہلے خود پڑھتا ہوں۔آن لائن الفضل اخبار کی جانب سے شائع کردہ کتابیں زیرمطالعہ رہتی ہیں۔ایک مثالی احمدی بننے کے لیے ان کتابوں کو پڑھنا اور اپنی علمی زندگی میں ان باتوں پرعمل کرنا ہی مقصود حیات ہے۔اللہ تعالیٰ ہر پڑھنے والے کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آپ اور آپ کی ٹیم کی کاوش قابل رشک ہے کہ پیارے ہر دل عزیز آقا و امام کی دعاؤں میں رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو مقبول خدمت دین کی توفیق دیتا چلا جائے۔آمین

- **مکرم ڈاکٹر نصیر احمد۔ویلز نیوپورٹ یوکے لکھتے ہیں:**

الحمدللہ! الفضل 43 گروپس میں میری طرف سے شیئر ہوتا ہے اور پی ڈی ایف کے علاوہ کچھ روزانہ کی بنیاد پر مضامین یا جو خاص دنوں کی مناسبت سے بھی شیئر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر خاص دن ہے تو الفضل کے پرانے شماروں سے آرٹیکل لے کر شیئر کردیا جاتا ہے۔الفضل الحمدللہ جماعتی مواد کا منی گوگل ہے۔ان 43 گروپس سے سینکڑوں لوگ مزید آگے گروپس میں شیئر کرتے ہیں۔میں کیا اور میری شیئرنگ کیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں، دنیا میں بڑے بڑے شیئرنگ کرنے والے ہیں اور ذرا لیٹ ہو تو ٹیکسٹ آنے شروع ہوجاتے کہ آج کی اخبار کی شیئرنگ لیٹ کیوں ہے؟ یہاں تک کہ لوگ اتوار کو بھی پوچھتے ہیں کہ آج کا شمارہ نہیں آیا؟ مجھے لگتا ہے اتوار کو بھی شمارہ ہونا چاہیے۔آج بھی لوگ بہت مثبت کمینٹس کر رہے ہیں۔الحمدللہ

مرسلہ: سید حسین احمد

حاصل مطالعہ

گوجرانوالہ میں احمدی عبادت گاہ کا مینار مسمار

ڈان۔لاہور (نامہ نگار گجرات، وسیم اشرف بٹ) 12/ دسمبر 2022ء

گزشتہ ہفتہ ضلعی حکام نے گوجرانوالہ کے علاقے باغبانپورہ میں واقع ایک احمدی عبادت گاہ کا مینار مسمار کرنے کا حکم دیا۔جماعت احمدیہ کے نمائندہ کے مطابق 7/ دسمبر کو مینار مسمار کرنے سے پہلے مقامی پولیس نے علاقے کی ناکہ بندی کردی اور اسٹریٹ لائٹس بند کردیں۔

کچھ مذہبی تنظیمیں مقامی انتظامیہ پر گزشتہ ایک سال سے دباؤ ڈال رہی تھیں کہ چونکہ قانون احمدیوں کو اپنی عبادت گاہ کو مساجد کی مشابہت سے منع کرتا ہے لہٰذا احمدی عبادت گاہ کی عمارت کے سامنے نصب مینار مسمار کردیے جائیں۔

عمارت کی انتظامیہ نے حکام کے کہنے پر لوہے کی بڑی چادریں میناروں کے سامنے نصب کر رکھیں تھیں تاکہ عام پبلک کی نظر سے اوجھل رہیں اور کسی نقص امن کا باعث نہ بنیں۔

سرکاری ذرائع کے مطابق جب مذہبی تنظیموں نے مینار ہٹانے کا مطالبہ کیا تو مقامی انتظامیہ فوری طور پر حرکت میں آ گئی۔حکام نے مذہبی تنظیموں کی طرف سے پولیس میں درخواست دائر کرنے کے فوراً بعد ضلعی انٹیلیجنس کمیٹی کی میٹنگ بلائی۔

انتظامیہ نے جماعت احمدیہ کے نمائندوں سے بھی اس مسئلے کے حل کے لیے ملاقات کی۔اس اجلاس میں احمدی نمائندوں کو بتایا گیا کہ میناروں کے ہٹائے جانے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں کیونکہ لوگوں میں بہت جوش ہے اور امن عامہ کی صورتحال ہاتھ سے نکل سکتی ہے۔ذرائع کے مطابق احمدی نمائندوں کی رضامندی کے بعد کاروائی عمل میں لائی گئی۔

(ترجمہ: مرزا عمران احسن)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

فقہی کارنر

تعطیل جمعہ کے لئے حکومت کو میموریل بھیجنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جمعہ کے روز تعطیل رکھنے کے لئے متعدد کوششیں کیں۔ اس غرض کے لئے آپ نے وائسرائے ہند لارڈ کرزن کی خدمت میں میموریل بھی بھیجا اور اُن کی سلطنت کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:

یہ سلطنت اسلام کے لئے درحقیقت چشمہ فیض ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ حضور لارڈ کرزن بالقابہ نے ایسی نمایاں کارروائیاں کی ہیں کہ مسلمانوں کو کبھی نہیں بھولیں گی جیسا کہ لاہور کے قلعہ کی مسجد کا مسلمانوں کو عطا کرنا اور ایک باہر کی مسجد جس پر ریل والوں کا قبضہ تھا مسلمانوں کو عنایت فرمانا اور نیز اپنی طرف سے لاہور کی شاہی مسجد کے لئے ایک قیمتی لالٹین اپنی جیب سے مرحمت فرمانا۔ ان فیاضانہ کارروائیوں سے جس قدر مسلمان شکر گزار اور گرویدہ ہیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا لیکن ایک تمنا ان کی ہنوز باقی ہے اور وہ امید رکھتے ہیں کہ جن ہاتھوں سے یہ مرادیں پوری ہوئی ہیں وہ تمنا بھی انہیں ہاتھوں سے پوری ہو گی اور وہ آرزو یہ ہے کہ روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعۃ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے تو تم دنیا کا ہر کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گنہگار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں۔ اسی غرض سے قدیم سے اور جب سے اسلام ظاہر ہوا ہے جمعہ کی تعطیل مسلمانوں میں چلی آئی ہے اور اس ملک میں بھی برابر آٹھ سو برس تک یعنی جب تک کہ اس ملک میں اسلام کی سلطنت رہی جمعہ میں تعطیل ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے ریاست پٹیالہ میں جمعہ کی تعطیل ان دنوں تک ہوتی رہی اور اس ملک میں تین قومیں ہیں۔ ہندو، عیسائی، مسلمان۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے مذہبی رسوم کا دن گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے یعنی اتوار جس میں وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں جس کی تعطیل عام طور پر ہوتی ہے لیکن یہ تیسرا فرقہ یعنی مسلمان اپنے تہوار کے دن سے یعنی جمعہ سے محروم ہیں۔ برٹش انڈیا میں کون مسلمان ہے جو آہ مار کر یہ نہیں کہتا کہ کاش جمعہ کی تعطیل ہوتی لیکن اس کرزنی دور میں جبکہ لارڈ کرزن اس ملک کے وائسرائے ہیں مسلمانوں کو اس تمنا کے پورے ہونے میں بہت کچھ امید بڑھ گئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جبکہ لارڈ موصوف نے دلی فیاضی اور ہمدردی سے ان مساجد واگزار کرا دی ہیں تو پھر وہ امر جو مسجدوں کی علت غائی ہے یعنی نماز جمعہ، یہ امر بھی انہی ہاتھوں سے انجام پذیر ہو گ۔ مسجد تو مثل دستر خوان یا میز کے ہے جس پر روٹی رکھی جاتی ہے نماز جمعہ اصل روٹی ہے۔ تمام مساجد کی بڑی بھاری غرض نماز جمعہ ہے پس کیا ہمارے عالی ہمت وائسرائے لارڈ کرزن یہ روا رکھیں گے کہ وہ ہمیں دستر خوان تو دیں مگر روٹی نہ دیں ایسی دعوت تو ناقص ہے اور امید نہیں کہ ایسا فیاض دل جوانمرد ایسی کمی کو اپنے پر گوارا کرے اور اگر ایسا ہمدرد وائسرائے جس کے بعد کم امید ہے کہ اس کی نظیر ملے اس فیاضی کی طرف توجہ نہ فرماوے تو پھر اس کے بعد عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ مسلمانوں کے لئے کبھی وہ دن آوے کہ دوسرے وائسرائے سے یہ مراد پا سکیں۔ یہ ایک ایسی مراد ہے کہ اس کا انجام پذیر ہونا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ برطانیہ کی محبت کی طرف ایک زبردست کشش سے کھینچ لے گا اور ان احسانوں کی فہرست میں جو اس گورنمنٹ نے مسلمانوں پر کئے ہیں اگر یہ احسان بھی کیا گیا کہ عام طور پر جمعہ کی تعطیل دی جائے تو یہ ایسا احسان ہو گا کہ جو آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہو گا.... اگر گورنمنٹ اس مبارک دن کی یادگار کے لئے مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل کھول دے یا اگر نہ ہو سکے تو نصف دن کی ہی تعطیل دے دے تو میں سمجھ نہیں سکتا کہ عام دلوں کو خوش کرنے کے لئے اس سے زیادہ کوئی کارروائی ہے مگر چونکہ گورنمنٹ کی فیاضی کا تنگ دائرہ نہیں ہے اور اگر توجہ پیدا ہو تو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے اس لئے صرف نصف دن کی تعطیل ایک ادنیٰ بات ہے۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس مبارک یادگار میں پورے دن کی تعطیل عنایت فرمائے گی اور یہی مسلمانوں کو توقع ہے۔

(الحکم 24/ جنوری 1903ء صفحہ 5-6)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اعلان نکاح

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 17/ دسمبر 2022ء کو بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی:

1. عزیزہ امۃ النور (واقفہ نو) بنت مکرم زاہد شفیق صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم شیراز احمد قمر (واقفِ نو) ابن مکرم اعجاز احمد قمر صاحب (امریکہ)
2. عزیزہ ذِکرہ خان بنت مکرم رانا سلیم اللہ خان صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم محمد عدیل (واقفِ نو) ابن مکرم محمد یوسف صاحب (یوکے)
3. عزیزہ اقراء اکبر بنت مکرم جاوید اکبر صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم حارث احمد پرویز ابن مکرم خالد پرویز صاحب مرحوم (جرمنی)

ادارہ اس مبارک موقع پر سب کو مبارکباد پیش کرتا ہے

ایک سبق آموز بات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہمیشہ یاد رکھیں۔ صحت مند تفریح، صحت مند جسم کے لئے ضروری ہے اور صحت مند جسم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کے لئے ضروری ہے۔‘‘

(مشعل راہ جلد 5 حصہ 4 صفحہ 50)

مرسلہ: ذیشان محمود۔ سیرالیون

طلوع وغروب آفتاب

23/دسمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	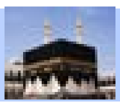	05:33	17:45
مدینہ منورہ	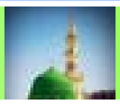	05:39	17:39
قادیان	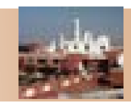	05:58	17:30
ربوہ		05:38	17:10
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:36	15:58